REGISTERED WITH REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

REGD. NO. G/GDP - 3

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلّۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

شمارہ ۳۲

شرح چندہ

سالانہ ۴۵ روپے

ششماہی ۲۳ روپے

ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۹۰ روپے

فی پرچہ ایک روپیہ

The Weekly "BADR" Qadian 143516.

۶ ظہور ۱۳۶۶ ہش | ۶ اگست ۱۹۸۷ء | ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

Zaheeruddin Khan s/o Major Commond Hospital 2628. A.M.C. Sec: 12 CHANDIGARH- 160012 U.T.

قریشی محمد فضل اللہ

اخبار احمدیہ

قادیان ۲ ظہور (اگست) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں لندن سے بذریعہ خط موصولہ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پُر نور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب اپنے جان و دل سے محبوب آقا کی صحت و سلامتی اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں۔ ● — محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان بحیثیت نمائندہ جماعتہائے احمدیہ بھارت جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کی غرض سے مورخہ ۳۰ کی صبح دہلی سے بذریعہ طیارہ لندن تشریف لے جا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سفر میں آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ ● — مقامی طور پر محترمہ سیدہ امۃ القدوس صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور جملہ درویشان و احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ ● — اہلیہ مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر درویش کی حالت بدستور تشویشناک چلی آرہی ہے۔ قارئین سے موصوفہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

روحانی جہاد اور دعوت الی اللہ کے کاموں میں مبلغین شاندار کام کریں

ملک کی مادی اور روحانی ترقی کیلئے ہر وقت دعاؤں میں لگے رہیں

جماعت احمدیہ سیرالیون کے جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء کیلئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے پیارے عزیزو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ جماعت احمدیہ سیرالیون ۱۳-۱۴-۱۵ فروری ۱۹۸۷ء کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر جہت سے کامیاب اور بابرکت فرمائے اور آپ سب کو ان عاجزانہ دعاؤں کا وارث بنائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان مبارک اجتماعات میں شامل ہونے والوں کے لئے کی ہیں اور آپ سب اللہ کے فضلوں سے اپنی جھولیاں بھرتے ہوئے واپس لوٹیں۔

سیرالیون کی جماعت پچھلے چند سالوں میں تبلیغی میدان میں بہت مستعد تھی لیکن گزشتہ سال صفِ اوّل سے ذرا پیچھے جا پڑی ہے۔ میں ساری جماعت کو تلقین کرتا ہوں کہ روحانی جہاد میں مبلغین کے شانہ بشانہ کام کریں اور دعوت الی اللہ کے میدان میں نہ صرف خود ایک دوسرے سے آگے بڑھیں بلکہ اپنی قائدانہ صلاحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی اولادوں کو بھی اس میدانِ جہاد میں آگے بڑھنے کے سلیقے سکھا دیں۔ آپ کی اس نیکی کا پھل ہمیشہ آپ کو ملتا رہے گا۔ اس جہان میں بھی ملے گا اور اُس جہان میں بھی آپ ان ثمرات کے وارث ٹھہریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے تعلیمی میدان میں بھی جماعت کو ملک کی خدمت کا موقع دیا ہے۔ اپنے اعلیٰ تعلیمی معیار کو قائم رکھیں اور جو بچے ہمارے سکولوں میں تعلیم پا دیں وہ ہر لحاظ سے مثالی طالب علم ثابت ہوں جو دین کو سمجھنے والے قوم سے محبت رکھنے والے اور ملک کے سچے خادم ہوں۔

بنی نوع انسان کی جسمانی خدمت کے لئے بھی احمدی ڈاکٹر صاحبان اچھا کام کر رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ روحانی پیاس بھی بجھنی چاہیئے اور اس طرف ابھی بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے ملک کی مادی اور روحانی ترقی کے لیے ہر وقت دعاؤں میں لگے رہیں۔ اپنے اعلیٰ کردار اور نیک نمونہ سے نیک اخلاق کو رائج کریں۔ ملک میں امانت اور دیانت کے معیار کو بلند کریں اور اس خلق کو زیادہ رواج دیں کیونکہ آج سارا ملک ایک نئی قسم کی غلامی، رشوت، جھوٹ، بددیانتی، مادہ پرستی اور ان جیسی بیسیوں مہلک زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کو منعقد ہوگا!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ احباب دعا کریں کہ جماعت کے لئے جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء ہر لحاظ سے اپنی شان میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے جماعت کے لئے مبارک کرے اور اپنے افضال، انوار و برکات نازل فرمائے آمین۔

احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبد الرحیم و عبد الرؤف مالکان حمید اللہ سٹار مارٹ جہاں سچ پور۔ کٹک (اڑیسہ)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۱ ظہور ۱۳۶۶ ہش

عید الاضحیہ کا لازوال پیغام

انفرادی اور اجتماعی زندگی میں خوشیوں کے مواقع تلاش کرنا انسانی فطرت میں داخل ہے۔ عید کا لفظ بھی مسرت و شادمانی کی ایسی ہی تقاریب پر دلالت کرتا ہے جو انسان کی زندگی میں بار بار آئیں۔ فطرت انسانی کے اس تقاضے کو پورا کرنے کے لئے اسلام جہاں خوشی کی ہر تقریب کو اس کے شایان شان پُروقار مومنانہ طریق پر منانے کی تلقین فرماتا ہے وہاں وہ مومن کے لئے کسی ایسی عید کے تصور کی نفی بھی کرتا ہے جو ایثار و قربانی کے پاکیزہ عنصر سے یکسر عاری ہو اور عیش و طرب کے عارضی سامان فراہم کر کے انسان کو اپنی زندگی کے حقیقی مقصد سے غافل کر دے۔ اسلام تو عید کہتا ہی اس خوشی کو ہے جو رضائے باری کے حصول کے لئے اپنی تمام آرزوؤں، اُمنگوں اور اُمیدوں کا گلا گھونٹ دینے کے بعد حاصل ہو۔ اس امتیازی خصوصیت کے ساتھ اسلام نے اپنے متبعین کے لئے تین دنوں کو بطور خاص عید کے دن قرار دیا ہے ان میں سے ایک عید "یوم جمعۃ المبارک" ہے دوسری عید "عید الفطر" ہے جو ماہ رمضان المبارک کے تیس روزہ جسمانی اور روحانی مجاہدے کے بعد آتی ہے۔ اور تیسری "عید الاضحیہ" ہے جس کا اہتمام فریضۂ حج کی بجا آوری کے بعد بطور شکرانہ اللہ تعالیٰ کے حضور قربانیوں کا حقیر نذرانہ پیش کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

"عید الاضحیہ" جسے عرف عام میں قربانی کی عید بھی کہا جاتا ہے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عظیم قربانی کی روح پرور یادگار ہے جو آپ نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اپنی رفیقۂ حیات حضرت ہاجرہؑ اور لخت جگر حضرت اسمٰعیلؑ کو مکہ کی بے آب و گیاہ سنسان وادی میں یکا و تنہا چھوڑ کر اپنے مولیٰ کے حضور پیش کی تھی۔ یہ محض ایک پدری جذبے کی قربانی نہیں تھی بلکہ اطاعت و عبودیت کا بے مثال عملی مظاہرہ تھا۔ تسلیم و رضا اور صبر و شکر کا ایک ایسا کڑا امتحان تھا جس کو پورا کئے بغیر کسی بھی عبد صالح کو دُنیا کی "پیشوائی" اور آخرت کی "نیکی" نصیب نہیں ہو سکتی۔ چار ہزار سال کا طویل زمانہ گزر جانے کے باوجود آج بھی ہر مسلمان کی نگاہ تصور میں بے مثال قربانی و ایثار پر مبنی یہ عظیم الشان کارنامہ اپنی تمام تر روحانی کیفیات کے ساتھ من و عن اس طرح محفوظ ہے گویا یہ بہت زیادہ پرانا نہیں بلکہ ابھی کچھ دیر پہلے کا چشم دید واقعہ ہے۔ آج بھی سُنت ابراہیمی کی تقلید میں کروڑہا لوگوں کے دلوں میں موجزن قربانی و ایثار کا یہ پاکیزہ جذبہ اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ خدا کی راہ میں پیش کی جانے والی کوئی قربانی کبھی ضائع نہیں جاتی بلکہ زمین میں بوئے گئے بیج کی مانند بہت جلد بار آور ہوتی ہے اور بے شمار افضال و برکات سماوی کے نزول کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔

اسلام کا لفظی معنی بھی اپنے ہر ارادے اور مرضی کو معدوم کر کے احکام الٰہی کے سامنے گردن جھکا دینا ہے۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے اسی ایثار اور قربانی سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں باپ بیٹوں کے اسی جذبہ اطاعت و فرمانبرداری کو آیت قرآنی فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ (الصّٰفّٰت: ۱۰۴) میں اسلام کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قربانی و ایثار کا یہی پاکیزہ ابراہیمی اُسوہ ملّت اسلامیہ کی بنیاد ہے۔ اور اسی اُسوہ کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آج جماعت احمدیہ کو قربانی و ایثار کے عظیم روحانی منصب پر فائز فرمایا ہے۔ ہمارا یہ عظیم الشان روحانی منصب ہم سے کس بات کا تقاضا کرتا ہے اور عید الاضحیہ ہر سال ہمیں اپنی اہم ترین ملّی ذمہ داریوں سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونے کے لئے کس بات کی تلقین کرتی ہے؟ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بصیرت افروز مبارک الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے۔ حضورؓ فرماتے ہیں:-

"ہماری جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ ..... ان سب روحوں کو جو اپنے اندر رُشد اور سعادت کا مادہ رکھتی ہیں ایک جگہ جمع کرے گی۔ پس تم لوگ اپنے اس فرض کو سمجھو اور بڑی کوشش اور ہمت سے اس کام میں لگے رہو۔ دیکھو جب ایک جگہ ایک نقطۂ خیال کے چند آدمی جمع ہوتے ہیں تو کیسا سرور حاصل ہوتا ہے تو جس وقت وہ عظیم الشان اجتماع ہوگا جس کا کرنا ہمارے سپرد ہے اُس وقت تمہیں کیسی لذّت حاصل ہوگی ...... یہ خیال جو خوشی اور سرور پیدا کر سکتا ہے وہ اور کوئی نہیں پیدا کر سکتا۔ سب سے بڑی عید تو یہی عید ہے مگر وہ بھی اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ باقی سب چھوٹی چھوٹی عیدیں ہیں اور یہ دراصل اس بڑی عید کا نشان اور اس کی یاد دلانے والی ہیں۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ اُس عید کے لئے کوشش کریں کیونکہ اس سے زیادہ لذّت اور کسی خوشی میں نہیں ہے۔ آپ لوگ اپنے نفسوں پر غور کریں اور اس بات کے لئے تیار ہو جائیں کہ جہاں تک تمہاری طاقت اور ہمت ہے خدا کے جلال قدرت شان، شوکت اور بڑائی کے ظاہر کرنے میں صرف کر دو اور سب بچھڑے ہوؤں کو ایک جگہ جمع کر کے لے آؤ ..... تم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ اپنے حلقۂ اثر میں تبلیغ کی کوشش کرے اور جو کوئی عام تبلیغ نہیں کر سکتا وہ اپنے مال سے، اپنی جان سے، اپنی عزت سے، اپنی آبرو سے غرض ہر شے سے کام لے۔ یہ سب چیزیں دین کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔"

(خطبہ عید الفطر فرمودہ ۳ر اگست ۱۹۱۶ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں عید سعید کے اس لازوال پیغام کو سمجھنے اور اس کے مطابق اپنی عظیم ملّی ذمہ داریوں کو بہترین رنگ میں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خورشید احمد انور)

عید مبارک باد

اے مہدیٔ آخر زمان۔ تجھ پہ فدا ہے مہربان
روشن ہے تیرے نور سے روحانیت کا آسمان
ختم الرسلؐ کا یا خلیل! تو ہی ہے فرزند جلیل
اسلام کے زیرک دکیل! کتنی بلند ہے تیری شان
اے شاہ بطحیٰ کے غلام! تو ہی تو ہے امّت کا امام
تجھ کو ہی کہتے ہیں سلام دل سے نبیؐ انس و جان
ظل نبیٔ محترم! ابر کرم!! رحمت اتم!!!
سعادتیں ہیں زیر قدم، کیا پُر شکوہ ہے تیری آن
تو مرد حق آگاہ ہے حقاً! نبی اللہ ہے
تو ہی جری اللہ ہے تو ہے خدا کا پہلوان
ظلی نبی برحق ہے تو اور اُمتی بیشک ہے تو
اک عاشق صادق ہے تو محبوب ہے صاحبقران

کیا غم ہے گو اطراف میں احمق ہوئے ہیں بد زبان
تعریف کرتے ہیں تری صبح و مسا کرّ و بیان
تو گلشن اسلام کا ہے تا قیامت پاسباں
وہ دن بہت نزدیک ہیں تیرا ہی ہوگا سب جہان
تیرے لئے جو دُکھ سہیں اُن کو مبارک عید ہو!
روزِ جزا قسمت میں پھر خیر الرسلؐ کی دید ہو!
طاہر ترے شمع نشان باشان ذیتے ہیں اذان
اُن کو مبارک عید ہو! یا رب! بلند ہو آن بان
مولا کی رحمت کا رہے ان پر ہمیشہ سائبان
وہ دائم اُمن و امان اللہ ہو تم نگہبان

متاع دعا: خاکسار عبد الرحیم راٹھور

خطبہ عید الفطر

مومن کے صبر کا تعلق خدا سے ہوتا ہے

اس کے لئے ظالموں کی طرف سے جو آگ جلائی جاتی ہے وہ گلزار بن جاتی ہے

آپ کے صبر کے نتیجے میں راہِ مولیٰ میں دُکھ اُٹھانے والوں کی آگ کو بھی گلزار بنایا جائے گا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۹ ہجرت (مئی) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ) لندن

محترم عبد الحمید صاحب غازی ۱۶ - گرین ہال روڈ لندن کا مرتب کردہ حضور پر نور کا یہ بصیرت افروز خطبہ عید الفطر ادارہ بدر کلیتاً اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے - ایڈیٹر

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے سورہ النحل کی آیت کریمہ نمبر ۱۲۸ تلاوت فرمائی:

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ (۱۶:۱۲۸)

اور پھر فرمایا:-

اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ تو صبر کر تیرا صبر ہمیشہ اللہ ہی کے لئے ہوا کرتا ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ اور ان لوگوں پر غم نہ کر اور تیرے سینے میں ان کا مکر تنگی پیدا نہ کرے۔ اس میں وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ ایک جملہ معترضہ کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک نرالی شان کے ساتھ روشنی ڈالتا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ صبر کر اور اللہ کی خاطر صبر کر۔ بلکہ فرمایا کہ صبر کر اور تیرا صبر تو ہمیشہ اللہ ہی کے لئے ہوا کرتا ہے۔ اس آیت کریمہ کے انتخاب میں ممکن ہے کسی کو یہ تعجب ہو کہ عید الفطر کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے۔ عید تو خوشیوں کا دن ہے۔

صبر کے ساتھ عید کے مضمون کا کیا تعلق ہے؟

جس کے لئے میں نے آج اس آیت کو انتخاب کیا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ عید کے ساتھ اور دیگر خوشیوں کے ساتھ صبر کے مضمون کا ایک بہت گہرا اور اٹوٹ رشتہ ہے۔ مذہبی پہلو سے بھی اور دنیاوی پہلو سے بھی مذہبی پہلو سے یہ عید الفطر ایک لمبے عرصہ کے دور کے بعد رکھی گئی ہے۔ رمضان مبارک جس رنگ میں صبر کی تعلیم دیتا ہے کوئی اور عبادت اس طرح صبر کی تعلیم نہیں دیتی۔ صبر کے جتنے بھی پہلو ممکن ہیں ان کا تصور باندھیئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ رمضان مبارک میں ہر پہلو سے انسان کو کسی نہ کسی رنگ میں واسطہ پڑتا ہے۔ اور انسان کی تمام خواہشوں پر پہرے بٹھائے جاتے ہیں۔ انسان کی سب طبعی حاجات، خدا تعالیٰ کی رضا کی پابندیوں کے پہلے سے بھی بڑھ کر تابع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ایک مہینے پر پھیلا ہوا لمبا عرصہ۔ لمبا ان معنوں میں کہ صبر کی حالت لمبی معلوم ہوا کرتی ہے۔ لیکن جہاں تک اس مہینے کی برکتوں کا تعلق ہے اسے قرآن کریم نے اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ (بقرہ: ۱۸۵) فرمایا کہ اتنی برکتوں والے دن ہیں کہ اپنے فائدہ کے لحاظ سے، اپنی برکتوں کے اعتبار سے، یہ تو صرف چند دن ہیں کیونکہ اچھا زمانہ لمبا بھی ہو تو چھوٹا معلوم ہوتا ہے اس لئے نکتۂ نگاہ کا فرق ہے۔ بعض لوگوں پر یہ مہینہ بھاری ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کے لئے یہ مہینہ جلدی گذر جاتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم کے نکتۂ نگاہ سے یہ چند دن تھے اور جہاں تک سالکین کا تعلق ہے، جو مختلف مراحل پر ہیں اور جن کی مختلف کیفیات ہیں، اکثر اوقات یہ مہینہ صبر آزما ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے اس مہینہ کا صبر سے لازماً ایک گہرا تعلق ہے۔ عید اس کے بعد کیا پیغام دیتی ہے؟ عید اس صبر کے بعد یہ پیغام دیتی ہے کہ

مومن کا صبر کبھی ضائع نہیں جاتا۔

مومن کا صبر ہمیشہ خوشیوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ مومن کے صبر کو خدا پایۂ قبولیت میں جگہ بخشتا ہے۔ اور اس کے بہترین ثمرات ظاہر فرماتا ہے۔

دنیا کے لحاظ سے بھی خوشیوں کا صبر کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے اور ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ خوشی کا ہر دن انسان کو اپنے پیاروں کی یاد دلاتا ہے۔ اور گذرے ہوؤں کے تصور میں دل دکھاتا بھی ہے۔ اس لئے ہر خوشی کے ساتھ ایک غم کا پہلو بھی وابستہ ہوا کرتا ہے۔ اور جہاں غم کا مضمون آئے وہاں صبر کا مضمون بھی لازماً آتا ہے کیونکہ ان دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ دنیا کے لحاظ سے جن ماؤں کے بچے فوت ہو جاتے ہیں کم عمری میں یا جوان سالی میں، ان کو خصوصیت کے ساتھ، خوشیوں کے دن میں، ان فوت شدہ بچوں کی یاد ستاتی ہے۔ وہ عورتیں جو بیوہ ہو جاتی ہیں، انہیں ہر خوشی کے دن خاوند کی یاد ستاتی ہے۔ غرضیکہ پیار کے جتنے بھی رشتے ہیں خوشی کے دن وہ رشتے عام دنوں سے زیادہ یاد آتے ہیں۔ اور خوشی کے ساتھ ساتھ ایک دکھن بھی محسوس ہوتی ہے! اور اس کا صرف دنیا سے یا دنیا والوں سے ہی تعلق نہیں بلکہ مذہبی دنیا میں بھی یہی معاملہ ہے اور نیک لوگوں میں بھی اپنے پیاروں کی یاد کا، خوشیوں کے دن میں غیر معمولی طور پر آنا تعجب کی بات نہیں چنانچہ۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق یہ روایت آتی ہے

کہ جب اسلامی فتوحات کے زمانے میں، باہر سے اعلیٰ قسم کی مصنوعات

راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو
(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۵۲-۱۵۱)

پیشکش: گلوب ربڑ مینوفیکچررس ۱۳؍۲ رابندرا سرانی - کلکتہ ۷۳ ۷۰۰۰
فون: 27-0441
گرام: "GLOBEXPORT"

مدینہ منورہ میں پہنچنی شروع ہوئیں تو چکی کا پسا ہوا بہت عمدہ آٹا بھی حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اور آپ نے سب سے پہلے اُسی آٹے کا کچھ نمونہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں بھجوایا۔ آپ کی لونڈی نے وہ آٹا بڑے شوق اور ارمان سے گوندھا اور بڑے پیار کے ساتھ روٹی تیار کی ایسی نرم اور ملائم روٹی، جس سے عرب پہلے آشنا نہیں تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک لقمہ کھایا تھا کہ بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور وہ لقمہ گلے میں پھنس گیا۔ لونڈی نے تعجب سے پوچھا کہ بی بی اس سے بہتر آٹا اہل عرب نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے اتنے پیار اور ارمان سے اتنی ملائم روٹی تیار کی اور آپ کھاتے ہوئے رو رہی ہیں۔ اور آپ کے گلے میں لقمہ پھنس رہا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جواب دیا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ میرے دل پہ کیا بیت رہی ہے۔ میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ آٹا نصیب نہیں تھا ہم نے بڑی سختی کے دن دیکھے۔ یہاں تک کہ آخری عمر میں، جب آپؐ کی صحت کمزور ہو گئی، اور خشک روٹی آپؐ سے چبائی نہیں جاتی تھی۔ اُس وقت بھی ہم انہی روٹیوں پر گذارہ کرتے تھے تو مجھے اس لقمے کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت یاد آئی۔

پس دیکھئے! خوشی کی بات تھی مگر اُس نے ایک غم کو یاد دلا دیا۔ ایک سویا ہوا درد جاگ اُٹھا۔ انس کا نیکی یا بدی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ایک فطری امر ہے۔ خوشی کے دن کے ساتھ غموں کا، مذہب اور لامذہب کا دونوں دنیاؤں میں ایک گہرا تعلق ہے۔ پس آج کے لئے جو میں نے صبر کا مضمون چُنا، یہ اسی لئے چنا کہ جس طرح پہلی عیدیں بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرنے والوں کی یاد دلاتی ہیں۔ یہ بھی آج ان لوگوں کی یاد لیکر آئی ہے اور بقول حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

خدا کے کچھ ایسے بندے بہت ہی دکھوں میں مبتلا ہیں

جنہوں نے محض خدا کی خاطر ہر مصیبت کو برداشت کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ وہ کامل وفا کے ساتھ، سلوک کی راہوں پر قدم مار رہے ہیں۔ اور اُن کو کوئی پرواہ نہیں کہ دنیا کا کتنا بڑا جابر اور کیسا فرعون اور کیسا ظالم انسان اُن پر مسلط ہے۔ اور وہ یہ عزم لیکر بیٹھے ہوئے ہیں کہ اس راہ میں جان بھی دینی پڑے تو ہم جان دیں گے۔ اور خدا اور خدا کے دین سے کبھی بے وفائی نہیں کریں گے۔ اُن میں بہت سے ہیں جو پابند سلاسل ہیں، جن کو اور کئی قسم کی اذیت ناک سزائیں دی جاتی ہیں۔ دن رات اُن کے دل دکھانے اور سینے جلانے کے انتظام کئے جاتے ہیں اور ان باتوں پر فخر کیا جا رہا ہے اس لئے آج اُن کی یاد کا آنا ایک طبعی امر ہے اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں، ہر دکھ کے ساتھ صبر کے مضمون کا بھی ایک گہرا اٹوٹ رشتہ ہے۔ مومن کو خاص طور پر ہمیشہ اسی رشتے کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ مومن سے خدا کی صبر کی توقعات عام انسان کے دکھوں کے ساتھ جو صبر کی توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔ اُن سے بہت زیادہ بلند ہوتی ہیں۔ مومن کی اپنی ایک شان ہے۔ مومن کے ساتھ کچھ توقعات وابستہ ہیں جو عام انسانوں کی توقعات سے بالاتر ہوتی ہیں۔ اسی لئے میں نے سوچا کہ میں اس مضمون پر بھی آج روشنی ڈالوں کہ خوشیوں اور صبر کے اجتماع کے وقت ہمیں کیا کرنا چاہیئے اور کس رنگ میں اپنے غموں کا بہترین استعمال کرنا چاہیئے۔

تو امر واقعہ یہ ہے کہ بعض دکھ، بعض مشکلیں، بعض غم ایسے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی صبر کرے یا نہ کرے وہ غم تو ٹلتے نہیں۔ وہ مصیبتیں تو پھر بھی پڑی رہتی ہیں لیکن مومن کے لئے یہ امتحان ہوتا ہے کہ اس کے بعض غم اور بعض مشکلات ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا ٹالنا بظاہر اس کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔ ایک کلمۂ کفر اُن کو ہر مشکل سے نجات بخش سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ کبھی زندگی بھی نہیں کر سکتے کہ اس کلمۂ کفر کی بجائے اپنی مشکلات کو اپنے سے دفع کرنے کا انتظام کرے۔ اختیار ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ رضائے باری تعالیٰ کی قیمت سے کسی آسانی کو قبول کرنا

بہت ہی نقصان کا سودا ہے

اس لئے ایک بے اختیاری کا بھی منظر ہوتا ہے۔ لیکن جہاں تک دنیا داروں کا تعلق ہے اُن کی اکثر مصیبتیں ایسی ہیں کہ جن میں اُن کے صبر یا عدم صبر کا اُس مصیبت کے ٹلنے یا نہ ٹلنے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اُن کی کیفیت ویسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا:۔

سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ (ابراہیم: ۲۲)

کہ ہمارے لئے تو برابر ہے خواہ ہم جزع فزع کریں، شور مچائیں واویلا کریں یا صبر کریں یہ مصیبت تو ٹلنے کی نہیں اس لئے بہت سی صورتوں میں دنیاوی مصائب کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ کہ اُن کے صبر کے ساتھ مصیبت ٹل نہیں سکتی اور وہ ایک بے اختیاری کی کیفیت ہوتی ہے۔ لیکن اُس کے مقابل پر خود دنیا میں کچھ ایسے مصیبت اُٹھانے والے اور دُکھ برداشت کرنے والے بھی ہیں۔ جن کا اپنے اصولوں کو بدل لینا ان کے اپنے قبضۂ قدرت میں ہوتا ہے۔ اپنی گردن کو ایک جابر کے سامنے خم کر دیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کی مصیبتیں ختم ہو سکتی ہیں۔ ان کو کسی خدا کی رضا مطلوب نہیں ہوتی لیکن ان کا ضمیر ان کو پھر بھی اجازت نہیں دیتا کہ کسی ظالم، کسی جابر کے سامنے اپنی گردن کو خم کریں۔ وہ شدید ترین مشکلات میں سے گذرتے ہیں اور نہایت عزم اور حوصلے کا ثبوت دیتے ہیں۔ ملکوں کی محبت میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ اور اصولوں اور نظریات کی محبت میں بھی ایسا ہوتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق انسان بلا شبہ یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ عظیم لوگ ہیں۔ مقصد خواہ کچھ بھی ہو، انسانی قدروں کا سر بلند کرنے والے لوگ خواہ وہ مذہبی دنیا میں پیدا ہوں یا غیر مذہبی دنیا میں، اُن کی عظمت کو خراج تحسین ضرور پیش کرنا چاہیئے۔ لیکن مومن سے، اُن سے بھی بڑھ کر، توقع وابستہ ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ صاحب عزم ہوتا ہے اور اس کی امید اپنے خدا سے بندھی ہوئی ہوتی ہے۔ بے جزاء لوگ، جن کو جزاء کی توقع نہیں اگر وہ عزم و حوصلے کا مظاہرہ کر سکتے ہیں تو وہ لوگ، جن کو جزاء اور رضائے باری تعالیٰ کی توقع بھی ہو، اُن کو اُس سے بہت زیادہ بڑھ کر حوصلے کا نمونہ دکھانا چاہیئے۔

بہر حال، دنیا میں کئی تکلیفیں آتی ہیں اور بہت شدید آتی ہیں۔ دنیا میں بھی انسان بہت ہی خوفناک ظلموں کا شکار ہوتا ہے۔ آج بھی دنیا ایسے مظالم سے بھری ہوئی ہے۔ مختلف ممالک میں مختلف نظریات کی خاطر ایک جدو جہد چل رہی ہے۔ مختلف قومیں، مختلف قوموں سے آزادی کے حصول کی خاطر ایک عظیم الشان جدوجہد میں مبتلا ہیں۔ اُن پر جو مظالم ہوتے ہیں۔ اُن مظالم کا فی الواقعہ کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود وہ خدا کے فضل کے ساتھ اپنی صعوبتوں، اپنے عزم اور اپنے صبر کا سر بلند رکھتے ہیں اور ایسے لوگ اکثر اپنے گیتوں میں اپنے درد کا اظہار کرتے ہیں یعنی قومی شاعر پیدا ہوتے ہیں جو ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ان کی اندرونی کیفیت سے دنیا کو آگاہ کرتے ہیں اور یہ قومی نغمے اُن کے لئے سہارا بنتے ہیں۔ چنانچہ مختلف وقتوں میں، ہمارے ملک میں بھی مذہب کی بناء پر نہیں بلکہ نظریات کی بناء پر جب ظلم کئے گئے تو کئی ایسے لوگ پیدا ہوئے۔ یعنی اُن حالات کو نہایت ہی پُر درد نظموں میں پرو دیا اور صبر کرنے والوں کو فی الحقیقت اپنے شعروں کے ذریعے ایک دائمی زندگی عطا کی۔

فیض احمد فیض

بھی ایسے شعراء میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ وہ چونکہ خود ذاتی طور پر ان تجربوں سے گذرے ہوئے تھے اس لئے اُن کی صبر کی، ظلم کے مقابل پر جو جدوجہد چل رہی ہوتی ہے اُن کی اُس سے ذاتی آشنائی تھی۔ وہ ان رستوں میں سے گذرے ہوئے تھے۔ اس لئے ان کے شعروں میں گہری سچائی نظر آتی ہے۔ ان کی ایک مشہور نظم کا عنوان ہے "نثار میں تیری گلیوں کے" اس میں وہ کہتے ہیں ؎

نثار میں تیری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے

اور پھر آگے جاکر جب اُن کو محض اُن کے اصولوں اور نظریات کی خاطر قید کیا گیا اور زندان خانوں میں کئی قسم کی اذیتیں دی گئیں تو اس تکلیف کا ذکر کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں ؎

دکھا جو روزنِ زندان تو دل یہ سمجھا ہے ۔ کہ تیری مانگ ستاروں سے بھر گئی ہوگی

کہ ایسی تاریک کوٹھڑی میں ہمیں قید کیا گیا ہے کہ دن اور رات کی تمیز کا کوئی ذریعہ ہمیں میسر نہیں۔ دکھا جو روزنِ زنداں ۔ روزن سے جب ہلکی ہلکی روشنی چھن کر آتی ہے جب وہ روشنی بجھ گئی تو ہم نے سوچا کہ اے فلک تیری مانگ ستاروں سے بھر گئی ہوگی ۔

چمک اٹھے ہیں سلاسل تو ہم نے جانا ہے ۔ کہ اب سحر ترے رخ پر بکھر گئی ہوگی
غرض تصورِ شام و سحر میں جیتے ہیں ۔ گرفتِ سایۂ دیوار و در میں جیتے ہیں

پوری نظم بڑی پُر درد ہے جذبات کی بہت ہی اچھی عکاسی کرنے والی نظم ہے لیکن جہاں تک مجھے علم ہے فیض کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں تھا کوئی خدا نہیں تھا جس پر یہ نظر رکھتے تھے جزاء کی۔ ایک با اصول انسان تھے اُن کے لئے اگر کوئی سہارا تھا تو محض تاریخی مطالعہ تھا کہ

با اصول لوگ ہمیشہ زندہ رہا کرتے ہیں

خواہ وہ مذہبی ہوں یا غیر مذہبی۔ خواہ کوئی خدا اُن کو دیکھنے والا ہو یا نہ دیکھنے والا ہو۔ وہ خدا کی اس تقدیر کو سمجھتے تھے گو اس کی ذات سے اُن کا ذاتی تعلق نہیں تھا کہ مظلوموں کو بہر حال فتح نصیب ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ وہ اس مضمون کو کھول کر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

یونہی ہمیشہ الجھتی رہی ہے ظلم سے خلق ۔ نہ ان کی رسم نئی ہے نہ اپنی ریت نئی
یونہی ہمیشہ کھلائے ہیں ہم نے آگ میں پھول ۔ نہ ان کی ہار نئی ہے نہ اپنی جیت نئی

اس میں شاعرانہ مبالغہ تو ضرور ہے اور یہ حقیقت ہے۔ دنیا کی خاطر بہت سے ظلم سہنے والے ایسے ہیں جن کی آگ اُن کو خاکستر کر دیتی ہے اور وہ آگ میں پھول نہیں سجا سکتے آگ کو پھولوں میں تبدیل نہیں کر سکتے۔ ظلموں کی چکی میں پیسی گئی کتنی قومیں ہیں اور صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں چونکہ اُن مظالم کا اور اُن قوموں کے صبر کا خدا کی ذات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس لئے وہ پیسی بھی گئیں اور فراموش بھی ہو گئیں۔ کتنے ہی افراد ہیں جن کو ظلموں کی آگ نے جلا کر خاک کر دیا۔ لیکن یہ بات بہر حال درست ہے کہ بعض آگوں میں پھول اُگا بھی کرتے ہیں اور پھول سجا بھی کرتے ہیں۔ بعض آگیں ایسی ہوتی ہیں جن کو خدا کی تقدیر گلزار میں تبدیل کر دیا کرتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے جو آگ تیار کی گئی تھی

وہ ایسی ہی آگوں میں سے ایک آگ تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے جو کچھ دُکھ برداشت کئے اور جو کچھ تکلیفیں اپنی ذات کیلئے اختیار کر لیں ایک فیصلے اور ایک عزم کے نتیجے میں۔ چونکہ وہ خدا کی خاطر تھیں اس لئے خدا نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس آگ کو لازماً گلزار میں تبدیل کیا جائیگا پس ہم جو اس پہلو سے دیکھتے ہیں واصبر وما صبرک الا باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جو صبر کی تعلیم دی گئی ہے اس کے ساتھ یہ بشارت دی کہ ہم جانتے ہیں کہ تیرا صبر اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے۔ اور اس میں یہ خوشخبری ہے کہ خدا کی خاطر جو صبر ہوتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں جاتا خدا تعالیٰ اس بات کا ضامن ہو جاتا ہے کہ صبر لازماً ایک عید میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ بعض صورتوں میں صبر کا زمانہ بالکل مختصر ہوتا ہے اور عید کا زمانہ بہت لمبا چلا جاتا ہے۔ اس لئے امر واقعہ یہ ہے کہ رمضان مبارک میں بھی جو سبق ہمیں ملتا ہے وہ دراصل ایک عید کا ہے۔ اسی لئے ایاماً معدودات بھی فرمایا گیا کہ ان نیکیوں کے بدلے میں خدا تمہیں اتنی جزاء دے گا اور اتنی عیدیں دکھائے گا کہ تم مڑ کر دیکھو گے تو یہ سختی کے ایام تمہیں ایاماً معدودات دکھائی دینے لگیں گے۔ تم حیرت سے دیکھو گے کہ یہ ایام تمہیں کیوں مشکل لگتے تھے۔ کیوں رمضان کے دنوں میں صبر ہمیں بھاری دکھائی دیا کرتا تھا اس کے نتیجے میں خدا نے جو جزاء عطا فرمائی ہے وہ اتنی عظیم اور اتنی وسیع ہے اور اس کا اتنا لمبا دور ہے کہ مڑ کے دیکھتے ہیں تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ چند گنتی کے دن تھے جو گذر گئے ایاماً معدودات تھے۔

پس مومن کے صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کا جو تعلق باندھا گیا ہے

یہ مومن کے صبر کو ایک غیر معمولی حوصلہ بخشتا ہے۔ اس لئے جب مومن کے تعلق میں صبر کی اور غم برداشت کرنے کی یا دُکھ کی باتیں ہوتی ہیں۔ تو یہ مضمون ایک نئے دور میں داخل ہو جاتا ہے۔ دُکھ تو ہر انسان کو پہنچتا ہے۔ اس سے کوئی مفر نہیں ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں جو غموں سے بچ سکتا ہو۔ غالب کہتا ہے ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار غیر ہمیں ستائے کیوں

تو مومن ہو یا غیر مومن، حقیقت میں یہ دنیا کچھ اس طرح سے بنائی گئی ہے زندگی کا امتحان کچھ اسی طریق پر جاری ہے کہ ہر انسان کے لئے دکھوں کی آزمائش لازمی ہے۔ لیکن ایک عام دنیا دار جب دکھوں کے نتیجے میں روتا ہے۔ لوگ اُسے سمجھاتے ہیں کہ کیوں روتے ہو۔ تو اس کا اس کے سوا کوئی جواب نہیں کہ ہاں، میرا دل ہے جو درد سے بھر گیا ہے۔ میں روتا ہوں۔ لیکن یہی سوال جب خدا کے بندوں سے کیا جاتا ہے تو ان کا جواب اس سے مختلف ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے دُکھ کا اور اُن کے رونے کا بھی ذکر ہے۔ اُن سے بھی سوال کیا گیا تھا کہ کیوں رو رہے ہو؟ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے

قَالُوْا تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْھٰلِکِیْنَ ○ (یوسف ۱۲:۸۶)

کہ حضرت یعقوبؑ سے ان کے بیٹوں نے کہا۔ کیا تو ہمیشہ ہمیش یوسف ہی کا تذکرہ کرتا رہے گا۔ کیا کبھی اس تذکرے کو نہیں چھوڑے گا؟ حتی تکون حرضاً یہاں تک کہ تیری جان کو روگ لگ جائے۔ او تکون من الھٰلکین ○ یا تم اس غم میں ہلاک ہو جاؤ۔

اس کا جواب انہوں نے یہ نہیں دیا کہ ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت ۔ میرا دل ہے میں مجبور ہوں۔

انہوں نے کہا:-

قَالَ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (یوسف ۱۲:۸۷)

کتنا پیارا جواب ہے!

کہتے ہیں۔ میرا غم اور میرا رونا تمہیں کیا تکلیف دیتا ہے۔ یہ میرا اور خدا کا معاملہ ہے۔ میں تم لوگوں کے سامنے نہیں روتا۔ میں تم لوگوں کو دکھانے کی خاطر اپنے غم کا اظہار نہیں کرتا مجھے تم سے کوئی امید وابستہ نہیں، انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ ۔۔۔ میں تو اپنے غم خدا کے حضور پیش کرتا ہوں۔ میرا اور میرے مالک کا ایک تعلق ہے تم کون ہوتے ہو بیچ میں دخل دینے والے میرا بث میرا حزن سب کچھ خدا ہی کے لئے ہے۔ پس مجھے میرے حال پر چھوڑ دو ۔۔۔۔۔ واعلم من اللہ ما لا تعلمون ○ اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو خدا کی طرف اپنے غم خدا ہی کے حضور پیش کرتے ہیں اور دنیا کے سامنے ان کے رحم کے طالب ہو کر ان پر اپنے حزن کا اظہار نہیں کیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ان کے لئے ضرور ایسے اجر لے کے آتی ہے جن کا دنیادار تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ جو ان رستوں سے نہیں گذرے ہوئے وہ نہیں جانتے کہ اس صبر کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کیسے کیسے ثمرات حسنہ اُن کو عطا فرماتا ہے ۔۔۔۔ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

ایک یہ بھی مطلب ہے کہ مجھے خدا نے خبر دی ہے۔ اسی غم کے نتیجے میں، جسے تم ہلاک کرنے والا کہتے ہو، جسے تم کہتے ہو کہ میری زندگی کھا

روگ بن جائے گا۔ تم یہ دیکھ رہے ہو اور میں کچھ اور دیکھ رہا ہوں۔ مجھے خدا پہلے ہی بتا چکا ہے کہ تیرے غم کو قبول کر لیا گیا ہے۔ اور اس کے میٹھے اور دائمی پھل لازمی لگنے والے ہیں۔ پس

مومن کا غم بھی مختلف ہوتا ہے اور مومن کا صبر بھی

مختلف ہوتا ہے۔ اور مومن اور غیر مومن کے تجربات بظاہر ایک دوسرے سے مشابہ ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ نے اس مضمون پر جو باتیں کیں وہ عام مومن بلکہ نبیوں کی واردات سے بھی مختلف ہیں۔ یعنی ان معنوں میں کہ ان سے بالا ہیں۔ ایک امتیازی شان رکھتی ہیں حضرت یعقوبؑ نے تو یہ کہا تھا کہ مجھے خدا نے جو خبر دی ہے یعنی خوشخبری عطا فرما دی ہے۔ میں جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتے تم کہتے ہو تمہارا غم مردود ہے تمہیں ہلاک کر دے گا۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہرگز نہیں۔ اس کے نتیجے میں مجھے عظیم الشان جزاء عطا ہو رہی ہے یا کہ میرے لئے خدا تعالیٰ نے بہت کچھ بھلائیاں مقدر فرما چکی ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب خدا تعالیٰ مخاطب ہوتا ہے تو کوئی اور بات کرتا ہے۔ فرماتا ہے:۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ۔۔ (طور ۴۹:۵۲)

کہ اے محمدؐ! تیری جزاء تو میں ہوں۔ اور میں تجھے بتاتا ہوں کہ خدا کے حکم کی خاطر صبر کر۔ اِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا۔ تو ہر وقت ہماری نظروں کے سامنے ہے

کتنی عظیم الشان جزاء ہے!

جو ہر دوسری جزاء سے مستغنی کر دیتی ہے۔ کسی اور اجر کا تصور بھی دل میں باقی نہیں رہتا۔ وہ پیارا اگر یہ کہے کہ میری آنکھ ہر وقت تیری طرف لگی ہوئی ہے۔ میں تجھے دیکھ رہا ہوں۔ ایک ایک لمحہ میری تجھ پر نظر ہے۔ تو محبت کرنے والے کی محبت سے بڑی جزاء یہ ہوا کرتی ہے۔ پس خدا مختلف مقامات پر فائز لوگوں کے ساتھ مختلف رنگ میں انعامات کے سلوک فرماتا ہے اور سالک خواہ کسی منزل پر بھی ہو اُس کے حسب حال اللہ تعالیٰ کے انعامات اس پر نازل ہوتے ہیں۔ اسی طرح صبر کرنے والوں کی بھی مختلف منازل ہیں۔ کچھ ہیں جو صبر کے نتیجے میں بعض انعامات چاہتے ہیں۔ دکھوں کا دور کرنا بھی ایک انعام ہے۔ ظلم کرنے والوں سے بدلہ لینا بھی ان کے لئے ایک انعام ہے دکھوں اور تکلیفوں کے دنوں کو خوشیوں میں تبدیل کر دینا بھی ایک انعام ہے۔ غرضیکہ بہت سے اچھے اچھے انعامات ہیں جن کی مختلف لوگوں کی اپنی کیفیت کے مطابق الگ الگ تمنا ہوتی ہے۔ کسی کی ایک انعام پر نظر ہے کسی کی دوسرے پر۔ مجھے احمدیوں کے خطوط سے جو وہ مجھے لکھتے رہتے ہیں اُن سے اُن کے طبقات بھی الگ الگ سا تھ دکھائی دینے لگتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ہمیں تو یہ دعا دیں کہ جب تک اس ظالم بد انجام نہ دیکھ لیں، اس وقت تک زندہ رہیں۔ ان کا ایک مقام ہے۔ ان کے صبر کی ایک جزاء ہے لیکن بڑی محدود۔ مگر ان کے لحاظ سے بڑی مطمئن کرنے والی۔ لیکن اس سے بڑی اور بھی تو جزائیں ہیں بہت زیادہ اور بھی عظیم الشان پھل ہیں جن پر بعض دوسرے لوگوں کی نظر ہوتی ہے۔ بعض لوگ لکھتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ ہمارے اس صبر کا حوصلہ بلند رکھے

اور اس کے نتیجہ میں جو بے انتہا خدا کے فضل، ہر جگہ دنیا میں نازل ہو رہے ہیں۔ ہم ان پر راضی ہیں۔ ہم حاضر ہیں ہم تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے جب تک ہمیں یہ اطمینان اور تسلی ہے کہ یہ تکلیفیں رائیگاں نہیں جا رہی ہیں اور ساری دنیا میں احمدیت کو خدا تعالیٰ کے فضلوں کے عظیم الشان پھل لگتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ اس پر بھی راضی ہیں بعض اس سے بھی آگے قدم اٹھانے والے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تو سب کچھ ہے

لیکن خدا تو لامحدود قوتوں والا خدا ہے۔ ان چند دکھوں کے ایام کے بدلے خدا ہمیں فتح اسلام کا آخری دن کیوں نہیں دکھا دیتا۔ کاش ایسا ہو کہ ہم وہ دن دیکھ کر مریں۔ اُس سے پہلے ہی آنکھیں بند نہ ہوں۔ یہ سارے تصورات ہیں مگر سب سے بڑھ کر اور سب سے اونچا انعام جس سے بلند تر انعام متصور ہو نہیں سکتا۔ وہ انعام وہی ہے جس کا اس آیت کریمہ میں ذکر فرمایا گیا ہے:۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ (طور ۴۹:۵۲)

کہ اے محمدؐ! تو صبر کرتا چلا جا۔ اس لئے کہ ہم تجھے ساتھ ساتھ جزاء دیتے چلے جا رہے ہیں۔ تیرے صبر کے ایک ایک لمحے پر ہماری نظر ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہی تیری تمنا ہے اس سے بڑھ کر تیری کوئی تمنا نہیں کہ ہمارے پیار کی نظر تجھ پر پڑے۔ پس تجھے تو جزاء ساتھ ساتھ نقد مل رہی ہے۔ وسبح بحمد ربك حين تقوم اور جب بھی تو کھڑا ہو، اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر اور خدا کی حمد بیان فرما۔

پس دکھوں کے ساتھ صبر کا مضمون ایک گہرا رشتہ رکھتا ہے اور

مومن کے صبر کے ساتھ جزاء کا مضمون ایک گہرا رشتہ رکھتا ہے

اور جہاں تک خوشیوں کے دنوں میں اپنے دکھ اٹھانے والے بھائیوں کی یاد کا تعلق ہے یہ یاد آنا کوئی بے صبری نہیں کیونکہ یہ یاد نیکوں کو بھی آتی ہے۔ اگر یہ یاد بے صبری ہوتی تو حضرت یعقوبؑ کی وہ کیفیت نہ ہوتی جو قرآن کریم میں بیان فرمائی گئی ہے۔ اور وہ کیفیت ہوتی تو قرآن کریم اُسے مدح کے رنگ میں بیان نہ فرماتا قرآن کریم نے حضرت یعقوبؑ کی جو کیفیت بیان فرمائی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت ہر حال میں اپنے پیارے روحانی بیٹے کی یاد آپ کے دل کو ستاتی تھی۔ صبح کو بھی ستاتی تھی، دوپہر کو بھی ستاتی تھی اور شام کو بھی اور رات کو بھی سوتے ہوئے بھی وہ آپ ہی کی خواب دیکھتے ہوں گے جاگتے ہوئے تو ہر وقت اُن کا ذکر رہتا تھا۔ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ ۔۔ (۱۲:۸۶) یہ گواہی اُن کے بیٹوں نے دی ہے جو ہر وقت اُن کے ساتھ رہنے والے تھے تجھے ہر دم ایک ہی لگن ہے ایک ہی ذکر ہے جو تیری زبان پر جاری ہے اپنے کھوئے ہوئے بیٹے کے ذکر کے سوا تجھے اور کچھ نہیں سوجھتا اس لئے اگر یہ برائی ہوتی یہ ناپسندیدہ فعل ہوتا تو کبھی خدا تعالیٰ اس پیار کے اس واقعے کی یاد کو ہمیشہ کے زندہ نہ رکھتا۔

پھر حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑے باوفا تھے ہر خوشی کے موقعے پر اپنے پیاروں کی یاد آپ کے دل کو ستاتی تھی خوشی کا کوئی دن کوئی لمحہ ایسا نہیں تھا جب ابتدائی وفادار حضرت خدیجہؓ کی یاد آپ کے دل میں ایک عجیب روحانی درد کو جگا نہیں دیا کرتی تھی۔ صاحب صبر تھے اس لئے بسا اوقات اظہار نہیں ہوتا تھا۔ مگر کبھی کبھی بے ساختہ بعض لمحات میں اظہار ہو بھی جاتا تھا کہ اس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خوشی کے وقت اُس یاد سے خالی نہیں رہا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی اچھی چیز آئی ہو کوئی پیارا تحفہ لایا ہو اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تعلق رکھنے والوں میں وہ پہلے تقسیم نہ کرایا ہو۔ آپ ہمیشہ اس میں سے کچھ بھجوایا کرتے تھے۔ یہ وفاء اپنی ذات میں ایک صبر ہے اور

اہلِ وفاء کا اپنے پیاروں کی یادوں کو زندہ رکھنا سنّتِ ابرار ہے۔

وہ لوگ جو اُن یادوں کو مٹنے دیتے ہیں مرنے دیتے ہیں اُن کا ان ابرار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس آپ بھی اہلِ وفاء بنیں۔ اللہ کی راہ

میں دُکھ اُٹھانا تمام سب کا برابر فرض ہے اور برابر حق ہے۔ اگر آج ہم نسبتاً آرام میں ہیں اور ہمارے بعض دوسرے بھائی زیادہ تکلیف میں ہیں تو ہماری تکلیفیں اُٹھا کے وہ پھر رہے ہیں۔ ہمارا فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں۔ ہر خوشی کے وقت اُن کی یاد کو اپنے دل میں سجائیں۔ اُن کے دُکھ کی شمعیں اپنے دِل میں روشن کریں۔ کیونکہ یہ شمعیں آپ کی زندگی کو نور بخشیں گی۔

آپ پر خوشی کا کوئی ایسا لمحہ نہ آئے جس میں آپ کو راہ مولیٰ میں دُکھ اُٹھانے والوں کی یاد نہ ستائے۔ اُن کے جسموں نے جو زنجیریں پہن رکھی ہیں، وہ زنجیریں آپ اپنی روحوں کو پہنا دیں۔ اُن کی یاد کی زنجیریں۔ اور صبح بھی اُن کو یاد رکھیں اور شام کو بھی یاد رکھیں۔ اعلانیہ طور پر بھی یاد رکھیں اور سِراً بھی۔ اور ہمیشہ اُن کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اُن کو آپ کی دُعاؤں سے بڑا حوصلہ ملے گا۔ آپ کی یاد رائیگاں نہیں جائے گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی تقدیر لازماً آپ کو محبت اور پیار کی نظر سے دیکھے گی اور آپ کا صبر اُن کے حق میں عجیب عجیب گلشن کھلائے گا۔ آپ کے صبر کے نتیجے میں اُن کی آگ کو بھی گلزار بنایا جائیگا۔ اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ آپ کے لئے بھی بے انتہا فضل نازل فرمائے گا۔

اس لئے آج جو عید کا دن ہے۔ یہ یقیناً خوشیوں کا دن ہے۔ لیکن یہ صبر کا بھی دن ہے۔ اور خوشیوں کے دنوں میں بعض دفعہ دیئے جلائے جاتے ہیں۔ میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ آپ آج اپنے سینوں میں خدا کی راہ میں دُکھ اُٹھانے والوں کی یادوں کے دیئے جلائیں اور

کبھی ان دیوں کو بُجھنے نہ دیں

کیونکہ یہ آپ کے سینوں میں ایسا نور پیدا کر دیں گے کہ جس کے نتیجے میں آپ کا ایمان صیقل ہوگا اور آپ کی روحانیت کو نئی جِلا نصیب ہوگی۔ اور پھر یہی دیئے آپ کے تزکیۂ اعمال کا موجب بھی بن جائیں گے۔ اُن کی یاد آپ میں قربانیوں کا نیا عزم پیدا کرے گی اور ہمیشہ آپ کو انکسار کے سبق سکھاتی رہے گی۔ آپ کو یہ محسوس ہوگا کہ جو کچھ ہمیں کرنا چاہیئے تھا ہم ابھی نہیں کر سکے اور ہمارے بھائی کر رہے ہیں۔ یہی وہ مضمون ہے جس کو بیان کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے:

وَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (الاحزاب ۲۴:۳۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہ کیفیت ہوا کرتی تھی۔ کبھی کوئی ابتلاء ایسا نہیں ہوا کرتا کہ ساری قوم بیک وقت اُس ابتلاء میں پکڑی جائے۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کو خدا کی تقدیر زیادہ قربانیوں کے لئے چُن لیتی ہے۔ چونکہ اُن سعید بختوں کے ساتھ باقی قوم کو بے حد محبت ہوتی ہے اور اُس اعلیٰ مقصد سے وہ بہت محبت کرتے ہیں جن کی خاطر دُکھ اُٹھانے والے دُکھ اُٹھاتے ہیں۔ اس لئے ان کی تکلیف کے نتیجے میں وہ یہ کبھی نہیں سوچتے کہ شکر ہے ہم وہ نہیں! شکر ہے یہ مصیبت اُن پر پڑی اور ہم بچ گئے۔ قرآن کریم نے یہ کیفیت بد بختوں کی اور منافقین کی بیان فرمائی ہے۔ اور مومنوں کے متعلق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے متعلق فرماتا ہے کہ مِنْهُمْ مَّنْ ...... کہ کچھ تو ایسے ہیں جنہوں نے خدا کی راہ میں مانی ہوئی اپنی نذروں کو پورا کر دکھایا ہے۔ اور اپنے عہدِ وفا کو اُستوار رکھا ہے اور قربانی کی راہوں پر ثابت قدم رہے ہیں اور جو باقی ہیں، ہم ان کو انتظار کی حالت میں دیکھ رہے ہیں۔ وہ ہمہ وقت اور ہر دم منتظر ہیں کہ جب خدا کی آزمائش ہمیں ان مصائب کے دور میں سے گذارے گی تو ہم بھی اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتے ہوئے اپنے پاس جو کچھ بھی ہے، خدا کے حضور پیش کر دیں گے۔ تو خدا کرے کہ ہمیں بھی ایسے ہی باوفا لوگوں میں شامل ہونا نصیب ہو اور ہم جو عہد وفا خدا سے باندھیں، ہم بھی اُسے استوار رکھیں اور وقت آنے پر اُسے سچا کر دکھائیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

خُطبہ جُمعہ فرمودہ ۲۹ ہجرت (مئی) ۱۳۶۶ ہش ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا:

آج کا جمعہ بعض روایتوں کے مطابق طوعی ہے یعنی اجازت ہے کہ جمعہ پڑھا جائے یا نہ ہو۔ اور بعض روایتوں کے مطابق طوعی نہیں بلکہ جمعہ بہر حال ہونا چاہیئے، شامل ہونے والوں کو اجازت ہے کہ وہ چاہیں تو شامل ہوں اور چاہیں تو شامل نہ ہوں۔ یعنی چند ہی اگر جمعہ میں شامل ہو جائیں تو کافی ہے اور یہ روایت زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے کیونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں یہ روایت درج کی ہے۔ اور رخصت والی روایتیں کہ بے شک جمعہ بالکل ہی نہ ہو بعد کی ہیں۔ اور اُن میں سے بعض تو صرف آثار ہیں یعنی حدیث کی بجائے یہ روایتیں صرف صحابہ تک پہنچتی ہیں۔ حدیث اور اثر میں فرق یہ ہے کہ حدیث وہ کلام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو خواہ بیچ کی ساری کڑیاں محفوظ ہوں یا نہ ہوں۔ اور اثر ایسی روایت کو کہتے ہیں جو صحابہ تک بات پہنچا کر چھوڑ دے اور آگے صحابہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کڑی نہ ملائے۔ جب میں نے اس پہلو سے جائزہ لیا تو وہ حدیثیں جن کا کلی رخصت کی طرف رجحان ہے، وہ یا تو بہت بعد کے زمانے کی ہیں اور یا پھر صرف آثار ہیں۔ یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ یوں کیا کرتے تھے یا اُن کا یہ خیال تھا۔ یا ابن عباسؓ کا یہ خیال تھا یا اُن کا یہ عمل، یا یہ فتویٰ تھا۔ تو اس لحاظ سے میں نے پھر یہی مناسب سمجھا کہ زیادہ وزنی روایت کو اختیار کیا جائے اور جب بھی آئندہ مزید تحقیق ہوگی تو یہ معلوم کیا جائے گا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیا ایسے موقعے ایک سے زیادہ تو نہیں ہوئے۔ بشرطیکہ ہو سکتا ہے کہ بعض موقعوں پر آپؐ نے یہ موقف اختیار فرمایا ہو کہ مرکزی جمعہ بہر حال ہو اور باقیوں کو رخصت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی اور موقعے پر آپؐ نے فرمایا ہو کہ سب ہی رخصت سے فائدہ اُٹھائیں۔ تو جب یہ تحقیق مکمل ہوگی تو جماعت کے سامنے پیش کر دی جائے گی۔ آج تو صرف سنت پوری کرنی تھی۔ اور یہ کہہ کر میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں کہ دُعاؤں کا خاص دَور تو گذر گیا ہے۔ مگر دُعاؤں کا وقت بہر حال نہیں گذرا۔ یہ خیال کہ عبادتوں کا وقت بھی رمضان کے ساتھ محدود ہے اور دُعاؤں کا وقت بھی ——— یہ بالکل غلط تصوّر ہے۔ جو مذہب زندہ خدا کے ساتھ منسوب ہوتے ہیں اُن کا ایمان، اُن کی دُعائیں اور اُن کا تعلق باللہ بھی ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ رمضان نے اُسی زندگی میں اضافہ کیا ہے یعنی رمضان کے بعد پہلے سے زیادہ تعلق باللہ قائم ہونا چاہیئے۔ اور زیادہ عبادتیں ہونی چاہئیں۔ یہ ہے اصل اور صحیح تصوّر۔ یہ نہ ہو کہ چونکہ رمضان میں تعلق باللہ قائم ہو گیا اس لئے رمضان کے بعد السلام علیکم۔ اور اب پھر آئندہ سال رمضان کو سلام کریں گے۔ یہ بالکل جاہلانہ خیال ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں عموماً یہی رجحان پایا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کو اس غلط رجحان سے اگر اُس میں یہ غلط رجحان ہے تو استغفار کرنی چاہیئے۔ اور رمضان کو اس رنگ میں دیکھنا چاہیئے کہ گویا سیڑھیاں ہیں۔ جب اگلا رمضان آئے تو سیڑھی پر ایک قدم اور اوپر چلا جاتا ہے۔ اُس کے بعد نہ نیچے اُترتے ہیں اور نہ کوئی فلیٹ FLAT دور ہے پھر اگلے رمضان کا سیڑھی آپ کو اور اونچا پہنچا دیتا ہے۔ یہ ہے صحیح اسلامی زندگی اور اسلامی سفر کا تصور۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر قائم فرمائے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ: ... ابھی کچھ عرصہ پہلے شیخوپورہ سے خبر ملی ہے کہ چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت شیخوپورہ جو سلسلہ عالیہ کے پرانے مخلص خادم ہیں کی اہلیہ وفات پاگئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا ... [illegible]

ظہور امام مہدی علیہ السلام

از محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت ۔ ربوہ

ایرانی قوم کی عظمت

ایرانی قوم کی تاریخ قدیم سے بہادری کے دلولہ انگیز کارناموں سے لبریز ہے۔ اس قوم نے ایک زمانہ میں یورپ کی عظیم سلطنت، رومن ایمپائر سے ٹکر لی تھی۔ ایشیا کے چپہ چپہ میں ایرانی تہذیب و تمدن کے انمٹ نقوش پائے جاتے ہیں۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے بھی اسے کئی امتیازی خصوصیات حاصل ہیں۔ مثلاً سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی مبارک حرم حضرت شہر بانو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت سلمان رضی فارسی جنہیں آنحضور ؐ نے اہلبیت نبوی میں شامل ہونے کا شرف بخشا) کا تعلق ایران ہی کے مردم خیز خطہ سے ہے۔ کتب تفاسیر و احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب سورہ الجمعہ کی آیت وآخرین منھم کا نزول ہوا تو آنحضور ؐ نے حضرت سلمان فارسی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو اس کی قوم سے کئی لوگ اسے پھر اتار کر زمین پر قائم کردیں گے۔

(تفسیر صافی ۔ تفسیر مجمع البیان تفسیر عمدہ البیان زیر آیت وآخرین منھم) دوسری طرف خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی ؑ کے ظہور کی غرض و غایت بالکل یہی بیان فرمائی ہے کہ چنانچہ فرمایا۔

"یاتی علی امتی زمن لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ فحینئذ یاذن اللہ تبارک وتعالیٰ لہ بالخروج فیظھر اللہ الاسلام بہ ویجددہ"

(ینابیع المودۃ بحوالہ "المہدی الموعود المنتظر جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ الشیخ جعفر بن مکی العسکری مطبوعہ بیروت ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء)

یعنی میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا جبکہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف نشان رہ جائے گا۔ تب اللہ تعالیٰ مہدی کو خروج کا حکم دے گا۔ اور اس کے ذریعہ اسلام کو غلبہ بخشے گا۔ اور اس کی تجدید فرمائے گا۔ ثابت ہوا کہ حضرت امام مہدی ؑ اوران کے خلفاء ہی وہ رجال فارس ہیں جو ثریا سے ایمان کو واپس لا کر از سر نو اسے زمین میں قائم کردیں گے اور یہ حیرت انگیز خدائی تصرف ہے کہ آج دنیا بھر کے اسلامی ممالک میں صرف ایرانی عوام اور حکومت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے صدیوں سے تخیل مہدی کو اپنے سینہ میں بسا رکھا ہے ایران نے پچھلے چند سالوں میں مہدی موعود ؑ سے متعلق ایسا بیش قیمت لٹریچر وسیع پیمانہ پر شائع کیا ہے جو اپنی نظیر آپ ہے۔

صدر ایران کا بیان

حال ہی میں مملکت ایران کے سربراہ اور مذہبی راہ نما "حجت الاسلام" سید علی خامنہ ای صاحب نے بیان دیا ہے کہ

"محروم قوموں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اُن کی ترقی اور جدوجہد ہی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کو جلد وقوع پذیر کرے گی کیونکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام انسانیت کے نجات دہندہ ہیں۔ اگر محروم دنیا کو اس امید یعنی ظہور مہدی علیہ السلام کے ظہور سے محروم کردیا جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ انہوں نے جدوجہد کا جو عزم کر رکھا ہے وہ آہستہ آہستہ دم توڑ دے گا۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ایرانی قوم دوسری قوموں کی نسبت اس بات کی زیادہ اہل ہے کہ وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے لئے میدان تیار کرنے کی عظیم ذمہ داری اٹھائے۔"

(انگریزی سے ترجمہ تہران ٹائمز ۱۶ اپریل ۸۷ء صفحہ ۲)

جدید نظریہ

بلا شبہ اس پر جوش بیان کے لفظ لفظ سے علامہ خامنہ ای کی حضرت امام مہدی ؑ سے والہانہ محبت و عقیدت ٹپکتی ہے جس کا ہم زبردست خیر مقدم کرتے ہیں۔ مگر افسوس اُس محبت و احترام کے باوجود (جو صدر جمہوریہ ایران اور فرقہ امامیہ کے ایک جید اور نامور عالم دین کی حیثیت سے ہمارے دل میں اُن کے لئے ہے) ہم اس جدید نظریہ اور انوکھے خیال کی ہرگز تائید نہیں کرسکتے کہ مہدی ؑ کا ظہور محروم قوموں کی سیاسی جدوجہد اور ترقی کے ساتھ وابستہ ہے۔

اس سلسلہ میں ہماری تین گذارشات ہیں جو نہایت ادب اور درد دل سے پیش کرنا چاہتے ہیں:۔

مہدی موعود کا بلند مقام

اوّل:۔ قرآن و حدیث اور ائمہ اہلبیت کے ارشادات سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عظیم روحانی شخصیت مصلح ربانی اور مرسل یزدانی کی ہے وہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (دوسرے لفظوں میں) کا مصداق ہے جسے دوسرے نبیوں اور رسولوں کی طرح خود اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائے گا اور الہام اور وحی سے اس کی راہنمائی کی جائے گی اور وہ تمام نبیوں کے بروز ہونے کا اعلان کرے گا۔

چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ تیرہ صدیوں کے بزرگ شیعہ محققین بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں کہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ امام قائم کے بارے میں اتری ہے (فرائد السمطین جلد ۲ باب ۸۱) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مذکور ہے کہ جب دنیا فساد اور فتنوں کی آماجگاہ بن جائے گی تب اللہ تعالیٰ مہدی امت کو مبعوث کرے گا (فیبعث اللہ عزوجل) علامہ جعفر بن محمد العسکری نے بھی "المہدی الموعود المنتظر" کی دوسری جلد کے صفحہ ۲۰۳ پر اس حدیث کو درج کیا ہے یہ کتاب ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء میں بیروت سے چھپی ہے۔ اسی کتاب کی پہلی جلد کے صفحہ ۲۰۲ و ۲۹۶ میں اسعاف الراغبین اور مشارق الانوار کے حوالہ سے یہ روایت بھی مذکور ہے کہ:۔

"انہ یحکم بما القی الیہ ملائکۃ الالھام من الشریعۃ وذالک بان یلھمہ الشرع المحمدی فیحکم بہ کما اشار الیہ حدیث قال فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند بیان احوالہ علیہ السلام المھدی یقفو اثری لا یخطی"

یعنی حضرت مہدی علیہ السلام پر الہام کا فرشتہ شریعت القاء کرے گا اور آپ اسی کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ فرشتہ آپ پر شرع محمدی کا الہام کرے گا۔ اور آپ فیصلہ بھی اسی کے مطابق فرمائیں گے جیسا کہ احوال مہدی کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ مہدی میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہیں کرے گا۔

حضرت علامہ باقر مجلسی رح نے بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۹ میں ابوجعفر سے ایک طویل روایت درج کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا مہدی یہ اعلان کرے گا کہ جو شخص آدم ؑ، شیث ؑ، نوح ؑ، ابراہیم ؑ، اسماعیل ؑ موسیٰ ؑ، عیسیٰ ؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے کیونکہ میں ہی آدم ؑ، شیث ؑ نوح ؑ ابراہیم ؑ، اسماعیل ؑ، موسیٰ ؑ عیسیٰ ؑ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

ایسے عظیم الشان نامور اور جلیل القدر امام کی بعثت کو پسماندہ اقوام کی سماجی اور مادی ترقی کا مرہون منت بتلانا بڑی زیادتی ہے۔ یہ انداز فکر تو مہدی امت کے اُس حقیقی تصور کو ہی پاش پاش کردیتا ہے جو صدیوں سے شیعہ بزرگوں کے مستند لٹریچر میں پایا جاتا ہے۔

مہدی موعود کا مشن خالص علمی و روحانی

دوم:۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مشن خالص دینی اور روحانی ہوگا۔ وہ دلائل و براہین سے اسلام کو غالب کرے گا، اہل کشف اور عارف اسکی بیعت کریں گے اسکی خلافت کے لیے خون کا ایک قطرہ تک نہیں بہایا جائے گا وہ مشرک کے شہروں اور گمراہی کے قلعوں کو فتح کرے گا۔ یہ سب تصریحات اکابر علماء امامیہ و اہل سنت کی قدیم کتابوں میں موجود ہیں۔ بطور نمونہ چند اقتباسات پیش خدمت کئے جاتے ہیں۔

(الف) صاحب تفسیر جامع البیان آیت لیظھرہ علی الدین کلہ کے تحت تحریر فرماتے ہیں، معناہ لیعلی دین الاسلام علی جمیع الادیان بالحجۃ" (جامع البیان جلد ۲ تفسیر سورۃ توبہ) آیت کے معنی ہیں کہ وہ دین کو حجت

کے ذریعہ تمام ادیان پر غالب کرے۔

(ب) انا ما القائم فیا تیہ الخلافۃ ولم یہرق فیھا محجمۃ دم۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) امام مہدی کی خلافت کے قیام کے لئے چلو بھر خون بھی نہیں بہایا جائے گا۔ یہ روایت شیعہ حضرات کی معتبر کتاب ناسخ التواریخ جلد ا صفحہ ۱۸۶ میں منقول ہے۔

(ج)۔ حدیث نبوی ہے " اذا تظاہرت الفتن واغار بعضھم بعضاً یبعث اللہ المھدی یفتح اللہ علی یدیہ حصون الضلالۃ و قلوباً غلفاً " (ینابیع المودہ بحوالہ المہدی المنتظر جلد ا صفحہ ۲۱۰ مطبوعہ بیروت) جب فتنوں کا زور ہوگا اور بعض بعض پر چڑھائی کریں گے اس وقت اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث کرکے اس کے ہاتھوں سے ضلالت کے قلعوں اور بند دلوں کو فتح کرے گا۔

(د) حضرت ابن عربی فرماتے ہیں۔ " یبایعہ العارفون باللہ من اھل الحقائق عن شھود وکشف " (الفتوحات المکیہ بحوالہ المہدی المنتظر جلد ا صفحہ ۲۹۱) مہدی علیہ السلام کی بیعت اہل حقائق میں سے خدا کے عارف، شہود و کشف کی بناء پر کریں گے۔

(ہ)۔ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی پیشگوئی ہے۔

للہ عزّ و جل بھا کنوز لیست من ذھب ولا فضۃ ولکن بھا رجال عرفوا اللہ حق معرفتہ وھم انصار المھدی علیہ السلام فی آخر الزمان (کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب صفحہ ۲-۴۹۱ مولفہ امام محمد بن یوسف شافعی مقتول ۶۵۸ھ ناشر المطبعۃ الحیدریہ النجف ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) یعنی اللہ عزّ و جل کے ہاں سونا چاندی کے علاوہ اور بھی خزانے ہیں اور وہ مرد مومن ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کا حقیقی عرفان حاصل ہے۔ اور وہی مہدی آخر الزماں کے انصار ہوں گے۔

ان پیشگوئیوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام مہدیؑ ایک روحانی انقلاب برپا کرنے کے لئے آئیں گے۔ اُن کے ہتھیار علمی ہوں گے اور ان کی جماعت اہل کشف و عرفان پر مشتمل ہوگی۔

اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ محروم اقوام کی سیاسی کامیابیوں کی بدولت ظہور مہدی مقدر ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ انصار مہدی کا ہراول دستہ وہ پسماندہ اقوام ہوں گی جو پہلے سے جاری جہد آزادی میں مصروف ہوں گی اور مادی اسلحہ اور وسائل سے اپنے حقوق کی جنگ لڑ رہی ہوں گی۔ لیکن حق یہ ہے کہ پوری امت کے ذخیرہ احادیث و روایات میں ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔

سنت انبیاء کے مطابق تکذیب مہدی

سوم:۔ قرآن مجید میں ہے:۔

یٰحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الّا کانوا بہ یستھزءون (یٰسٓ)

افسوس ہے بندوں پر کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ہر رسول کے ساتھ استہزاء کیا۔ اسی ربانی سنت کے مطابق مہدی موعود علیہ السلام کی مخالفت کا ہونا ضروری ہے چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

(الف) مہدیؑ کی جماعت اور کعبہ کے دوران دیوار حائل کردی جائے گی (تفسیر صافی از علامہ حضرت الفیض الکاشانی زیر آیت جمع الشمس والقمر سورۃ القیامہ۔ ناشر کتاب فروشی اسلام تہران ۱۳۹۳ھ)

(ب) حضرت امام مہدیؑ کی تکذیب ہوگی بہت سے لوگ کہیں گے ہم تجھے پہچانتے ہی نہیں تو تو حضرت فاطمہ کی اولاد سے نہیں ہے جیسا کہ مشرکوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم تجھے نہیں مانتے (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۱ و صفحہ ۱۹۲)

(ج)۔ برّصغیر کے مشہور شیعہ عالم علامہ سید محمد سبطین السرسوی "ارشاد السوی فی احوال المہدی" کے صفحہ ۵۰ پر لکھتے ہیں کہ:

" وہ لوگ اوّل اس کی تصدیق کر سکتے ہیں اور اس کو پہچان سکتے ہیں اور اس کے اتباع و اطاعت میں سبقت کر سکتے ہیں جو پہلے سے مومن ہوں اور اُس کے منتظر جب تک ان میں حالت منتظرہ پہلے سے پیدا نہ ہوگی ہرگز اطاعت و اتباع میں سبقت نہ کریں گے۔۔۔۔ بلکہ اس کے مقابلہ کو تیار اور عداوت و دشمنی پر آمادہ ہو جائیں گے اور ہر طرح سے اُس کو اور اس کے معتقدین کو اذیت پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ علماء اس کے قتل کے فتوے دیں گے اور بعض اہل دول اس کے قتل کے لئے فوجیں بھیجیں گے اور یہ تماماً نام کے مسلمان ہی ہوں گے "!

ان حالات میں جبکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو غلبہ اسلام کی مہم میں اپنوں کی طرف سے بھی زبردست مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا محروم اور پسماندہ قوموں کی سیاسی اور مادی جد و جہد ان کے ظہور اور اس کے مشن کی تکمیل میں کیونکر ممد و معاون بن سکے گی؟

متعدد علامات مہدی کا وقوع پذیر ہونا

ان تین گذارشات کے بعد اب ہم اس مسئلہ کے اس اہم ترین اور بنیادی پہلو کی طرف آتے ہیں کہ شیعہ لٹریچر میں ظہور مہدی کے زمانہ کے لئے جو آفاقی، ارضی اور انفسی علامات بتلائی گئی ہیں ان میں سے متعدد عرصہ ہوا پوری ہو چکی ہیں۔ مثلاً بتایا گیا تھا کہ مہدی کے آنے سے پہلے ایک دمدار ستارہ طلوع کرے گا۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۱) یہ ستارہ ۸۲-۱۸۸۱ء میں نمودار ہو چکا ہے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے مہدی موعودؑ کے لئے رمضان میں چاند سورج گرہن کے آسمانی نشان ظاہر ہونے کی روایت فرمائی تھی۔ (دار قطنی جلد ا صفحہ ۱۸۸) یہ نشان ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳۱۱ھ میں وقوع پذیر ہو چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اسلام و قرآن کا فقط نام رہ جائے گا۔ اس بارہ میں شیعہ مجتہد علامہ علی الحائری فرماتے ہیں

" آثار و آیات اسلام و قرآن منصرم و ارکان دین و ایمان بالمرہ منہدم شدہ می روند روز بروز رسید کہ مصداق مجمع لا یبقی من القرآن الا رسمہ ومن الاسلام الا اسمہ بر بسیار اہل ایں دیار صادق آید " غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۶ مطبوعہ شمس الہند پریس لاہور ۱۳۱۸ھ)

علامہ باقر مجلسی کی کتاب بحار الانوار جلد ۱۳ کا فارسی ترجمہ جناب علی دوانی نے کیا ہے اور تہران کے مشہور ادارہ "دار الکتب الاسلامیہ" کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۹۸۶ میں طاعون کے عذاب کا ذکر ہے جو بیسویں صدی کے آغاز میں ظاہر ہو چکا ہے۔ مترجم کتاب نے جابجا حاشیہ میں تسلیم کیا ہے کہ مہدی موعود کے ظہور کی کئی علامتیں پوری ہوگئی ہیں۔ مثلاً پیشگوئی کے مطابق مکہ اور مدینہ میں آلات موسیقی داخل ہو چکے ہیں (حاشیہ ۱۰۴۴) مساجد انتخابات کا مرکز بننے کے باعث شور کا مقام بن گئی ہیں (حاشیہ ۱۰۴۶) مرگ ناگہانی کی بیماری عام پھیل گئی ہے (حاشیہ ۱۰۵۲) ہیروشیما پر بمباری سے سرخ آندھی آنے، چہروں کے مسخ ہونے اور پتھر برسنے کی پیشگوئیاں پوری ہوگئی ہیں۔ (حاشیہ ۱۰۴۷) ظہور مہدی کی اہم علامت خروج دجال ہے سو اس کی نسبت علامہ محمد الصدر نے "تاریخ الغیبۃ الکبریٰ" صفحہ ۵۲۳ تا صفحہ ۵۳۲ پر بالوضاحت بتایا ہے کہ دجال سے مراد یورپین تہذیب ہے جس کی ہلاکت آفرینیوں سے ساری دنیا لپیٹ میں آچکی ہے۔ یہ کتاب اصفہان کے مکتبہ الامام امیر المومنین علی نے چھپوائی ہے۔

دو راہیں

ان مہتم بالشان علامات کے منصۂ شہود پر آجانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہلبیت کے سچے خادموں کے لئے صرف دو راہیں کھلی ہیں یا ان علامات کے پورے ہونے کا اقرار کریں گے مگر بدستور امام مہدی کے انتظار میں رہیں اور یا اس یقین سے سرسبز ہو جائیں کہ جب اہم نشانیاں وقوع میں آچکی ہیں تو یقیناً حضرت امام موعودؑ بھی تشریف لا چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک ظہور مہدیؑ کی پیشگوئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہلبیت کی حقانیت کا زندہ و تابندہ نشان ہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے وجود میں پوری ہو چکی ہے۔ آپ نے چودہویں صدی ہجری کے آغاز میں شمالی ہند کے قصبہ قادیان میں الہام ربانی سے مہدی موعود ہونے کا اعلان عام فرمایا۔ آپ فارسی الاصل تھے آپ کا سلسلہ نسب حاجی برلاس سے ملتا ہے جو مشہور مغل فاتح شہنشاہ تیمور کے چچا تھے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پوری زندگی اس جد و جہد میں صرف

ہوئی کہ اسلام کو دلائل سے ادیان باطلہ پر غالب ثابت کر دکھایئں اور اسی میں آپ کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی جس پر آپ کا بلند پایہ لٹریچر شاہد ہے۔

قرآن مجید اور بانی سلسلہ احمدیہ

قرآن مجید میں ماموریں کی صداقت کے کئی معیار اور اصول بیان کئے گئے ہیں مثلاً دعوی سے قبل مقدس زندگی (یونس ع ۲) دعوی کے بعد مخالفت و استہزا (یٰسٓ) دعوئی الہام کے بعد طبعی طور پر لمبی عمر پانا (الحاقۃ) جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوی کے بعد ۲۳ سال کی زندگی عطا کی گئی ہے نا ممکن ہے کہ کسی مفتری کو مل سکے۔ ان سب اصولوں اور معیاروں کے مطابق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام منجانب اللہ اور صادق ٹھہرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے۔

" فما وافق کتاب اللّٰہ فخذوا بہ (تہذیب الاحکام جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ کتاب النکاح) جو قرآن کے مطابق ہو اُس کو مضبوطی سے تھام لو۔

احادیث و روایات اور بانی سلسلہ احمدیہ

کوئی بڑے سے بڑا محقق اسلام بھی یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ مہدی موعود سے متعلق تمام مروجہ احادیث اور روایات ائمہ، معاذ اللہ قرآن مجید کی طرح لفظاً لفظاً محفوظ ہیں۔ اس صورت میں اُن کی صحت کا قطعی علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں اول نمبر پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے بعد ازاں خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت معلوم کرنی چاہیئے۔ اس زاویہ نگاہ سے جب ہم مہدی موعود سے متعلق شیعہ روایات پر نظر ڈالتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کی مہر اُن میں سے کئی روایات پر ہمیں ثبت نظر آتی ہے اور یہی وہ روایات ہیں جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے حق میں کمال شان اور آب و تاب سے پوری ہو چکی ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں

ا۔ مہدی ذو الاسمین ہو گا۔ ایک نام اس کا غلام، ایک احمد اور ایک محمود اور عیسیٰ مسیح بھی ہو گا (بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۷ تا ۸؛ اسی طرح مسیح الزمان بھی (انجم الثاقب صفحہ ۴۹ از حاجی میرزا حسین طبرسی)

۲۔ مہدی "صاحب الرایۃ المحمدیۃ والدولۃ الاحمدیۃ" ہو گا۔

(حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی پیشگوئی منقول ینابیع المودۃ جلد ۳ صفحہ ۵ از علامہ شیخ سلیمان مطبوعہ بیروت۔

۳۔ مہدی موعود الطالقانی نصرانیت اکسر صلیب کرے گا (بحوالہ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۵) کا اعتراف آپ کے ہم عصر علماء و فضلاء کو بھی ہے۔

۴۔ مہدی موعود کے پاس ایک کتاب ہو گی جس میں اس کے ۳۱۳ انصار کے نام ہوں گے (ایضاً صفحہ ۱۸۱ - ۱۸۷) ملاحظہ ہو آپ کی کتاب ضمیمہ انجام آتھم۔

۵۔ مہدی موعود قیام سے وفات تک ۱۹ سال تک زندہ رہیں گے (ترجمہ فارسی بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۸۹) حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ۱۸۸۹ء میں جماعت کی بنیاد رکھی اور ۱۹۰۸ء میں انتقال کیا۔

۶۔ مہدی موعودؑ کے بعد بارہ مہدی یعنی خلفاء ہوں گے (ایضاً ۱۲۲۸) الحمد للہ اسی پیشگوئی کے مطابق جماعت احمدیہ میں نظام خلافت قائم ہے۔

۷۔ مہدی موعود کی اولاد میں سے ایک کا نام طاہر ہو گا (النجم الثاقب صفحہ ۱۱۲ تالیف مرحوم حاجی میرزا حسین طبرسی نوری مطبوعہ ایران) یاد رہے جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ہمام حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ہیں۔ جو آج کل انگلستان میں قیام فرما ہیں۔ اور والہانہ رنگ میں شب و روز اشاعت اسلام میں سرگرم عمل ہیں جو الٰہی نوشتوں کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "وتطلع الشمس المضیئۃ من مغربھا ویظھر الامام" (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۳) یعنی مہدی مغرب سے طلوع ہونے والا ایک آفتاب ہے جو زمین کو پاک کر دے گا۔

اسلام ہی زندہ مذہب ہے

کروڑوں درود و سلام حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہلبیت اور دوسرے بزرگانِ امت پر ہوں جن کی خبروں کو خدا تعالیٰ نے صدیوں کے بعد پورا کر کے ثابت کر دیا کہ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح نعوذ باللہ مُردہ مذہب نہیں بلکہ زندہ خدا کا زندہ مذہب ہے۔

جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثار کوچہ آلِ محمد است (بانی سلسلہ)

اہل ایران اور اسلام کا عالمی انقلاب

آخر میں یہ عرض کرنا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو جنوری ۱۹۰۶ء میں یہ الہام ہوا "تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد" (الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

اس پیشگوئی کے عین مطابق ایرانی قوم نے ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء کو اپنے محبوب قائد علامہ خمینی کی قیادت میں رضا شاہ پہلوی شاہ ایران کا تختہ الٹ دیا اور اپنے خون سے "ولولہ شہادت" اور جوش ایمانی" کی نئی اور محیر العقول مثالیں قائم کیں جن کو دیکھ کر ایک عالم انگشت بدندان رہ گیا۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ ان شاء اللہ یہ بہادر اور سرفروش قوم حضرت امام مہدی علیہ السلام کے جھنڈے تلے جمع ہونے کے بعد اسلام کے عالمگیر روحانی انقلاب کے لئے بھی اپنی گزشتہ روایات سے بڑھ کر قربانیاں پیش کرے گی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

" سچائی کی فتح ہو گی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔" (فتح اسلام صفحہ ۱۵)

نیز فرماتے ہیں:۔

" نئی زمین ہو گی اور نیا آسمان ہو گا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔" قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہو گا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد رُوحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔" (الاشتہار مستقاً بدعی اللہ القہار)

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ"

(الہام بانی سلسلہ براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۲ بر حاشیہ - ۱۸۸۳ء)

احباب جماعت متوجہ ہوں!

خاکسار یونٹ ٹرسٹ (UNIT TRUST) کا باضابطہ رجسٹرڈ ایجنٹ ہے۔ پوری توجہ اور ذمہ داری کے ساتھ کام کیا جاتا ہے۔ جو احباب یونٹ ٹرسٹ خریدنے کے متمنی ہوں وہ درج ذیل پتہ پر خاکسار سے رابطہ قائم کریں۔

محمد رئیس صدیقی

مکان نمبر ۸۸/۷ پیلینکا روڈ بھن گنج کانپور - ۲۰۸۰۰۱ - فون ۳۳۰۱۰۹

دعائے مغفرت

افسوس! خاکسار کی والدہ محترمہ جنتی بیگم صاحبہ مورخہ ۱۰ ۸۷ کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن - تمام بزرگان و احباب جماعت سے مرحومہ کی مغفرت و بلندی درجات کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار محمد ان شیخ کوریل - کشمیر

آیت خاتم النبیین اور ظلی نبوت

از مکرم سید عبدالعزیز صاحب احمدی مقیم نیوجرسی - امریکہ

جوں جوں جماعتِ احمدیہ کے دلائل
کا مخالفین احمدیت پر دباؤ بڑھ رہا ہے
مخالفین زیادہ سے زیادہ علمی میدان
کو چھوڑ کر جھوٹ کی پناہ لے رہے ہیں۔
غلط عقائد ہماری طرف منسوب
کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ
اُن کے الزامات بے بنیاد ہیں۔
کبھی ہم کو وہ جہاد کا منکر کہتے ہیں
حالانکہ جماعت احمدیہ عملاً جہاد کر رہی
ہے کبھی کہتے ہیں کہ اِن کا کلمہ طیبہ کوئی
دوسرا ہے۔ حالانکہ اُنہیں علم ہے کہ
کلمہ طیبہ کی وجہ سے سینکڑوں احمدی
ماریں کھاتے اور جیلوں میں صرف
اس لئے محبوس ہیں کہ وہ کلمہ طیبہ
کا ورد کرتے ہیں۔ کبھی یہ کہتے ہیں
کہ احمدی لوگ خاتمیت محمدیؐ کے
منکر ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کے جواب
میں صرف یہ کہتے ہیں کہ لعنت اللّٰہ
علی الکاذبین۔ ہم کہتے ہیں جہاد کا
لفظ اِن کی زبانوں پر ہے۔ اِن کی
زندگی میں اُس کا کوئی عملی ثبوت نہیں
ملتا۔ جہاد جیسے پہلے فرض تھا آج بھی
فرض ہے۔ اِسلام کے متعلق جو
اُس کے ماننے والوں نے اور اُس
کے نہ ماننے والوں نے غلط فہمیاں
پھیلا رکھی ہیں اُن کو دور کرنے کی آج
بہت زیادہ ضرورت ہے۔ توحید الٰہی
اور رسالت محمدیؐ جو کلمہ طیبہ کے دو
ستون ہیں۔ دونوں ستونوں پر اپنوں
اور غیروں نے گرد چڑھا رکھی ہے۔
خاتمیت محمدیؐ ایک غیر احمدی کے نزدیک
انقطاع فیض نبویؐ کا نام ہے۔ حالانکہ
لغت عرب قطعاً اجازت نہیں دیتی
کہ خاتم النبیین کے معنی بند یا ختم کے
کئے جائیں۔
خاتم کے ایک معنی ذریعہ تاثیر کے
ہیں۔ یعنی حقیقی مُہر اصل یا حقیقی
مہر اثر یا نقش پیدا کرنے کا ذریعہ
ہوتی ہے۔ اور تقریباً ہم میں سے
اکثر یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ اصل مہر
اثر یا نقش پیدا کرتی ہے۔ محمد رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم اسی قسم کی مُہر ہیں۔
چونکہ ایسی مُہر اثر اور نقش پیدا کرتی
ہے یا جاری کرتی ہے اور جب تک
اِس مُہر کا مالک یعنی صاحبِ خاتم مر
نہ جائے یا معزول نہ ہو جائے یہ مُہر اثر
پیدا کرتی رہتی ہے۔ لہذا نبیین میں
اس کے معنی کبھی بند یا ختم کے ہوتے
ہیں نہ کبھی عملاً ایسا ہوا ہے۔ غیر احمدی
علماء کوئی ایسی مُہر پیش کریں جو اثر
پیدا نہ کرسکتی ہو۔ پس مُہر کا کام ہے
اثر پیدا کرنا اور جاری کرنا۔ خاتم
النبیین میں یہی مُہر مراد ہے۔ اور
محمد رسول اللّٰہؐ اِس قسم کی روحانی اور
معنوی مُہر ہیں جس کے افاضہ سے
ظہور میں آنے والا نبی انعکاسی
ظلّی اور اُمتی نبی ہوسکتا ہے۔
خاتمیت محمدیؐ مستقل نبوت کا
دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کرتی ہے
اور افاضہ والی اور توسط والی نبوت
کا دروازہ کھولتی ہے۔

مولانا نانوتوی مولانا محمد قاسم
نانوتویؒ نے اپنے رسالہ تحذیر الناس
میں خاتم النبیین اور خاتمیت کے
معنی یہ کئے ہیں کہ جس سے انبیاء
فیض نبوت حاصل کرتے ہیں۔ احمدی
آنحضرتؐ کے فیض کے نتیجہ میں حاصل
ہونے والی نبوت کو ظلّی نبوت
کہتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے
لائق ہے کہ مولانا نے خاتم النبیین
اور خاتمیت کے معنی کی بنیاد لغت
پر رکھی ہے۔ مولانا اپنے رسالہ
میں فرماتے ہیں کہ خاتم کا اثر اور
نقش مختوم علیہ پر ایسے ہی ہوتا ہے
جیسا کہ موصوف بالذات کا موصوف
بالعرض پر۔
مولانا نے خاتم کے معنی اثر اور
نقش پیدا کرنے والے کے کئے
ہیں۔ یہ مولانا کی موصوف بالذات
کی تعریف سے ظاہر ہے مولانا نے
رسالہ مذکورہ میں بتایا ہے کہ موصوف
بالذات وہ ہے جس سے دوسرے
اثر، نقش اور فیض لیتے ہیں۔
موصوف بالذات افاضہ کا کام
کرتا ہے۔ اور موصوف بالعرض
استفاضہ کرتا ہے۔ خاتم النبیین
میں خاتم افاضہ کا کام کرتی ہے
اور النبیین خاتم سے استفادہ
کرتے ہیں۔

احمدی موصوف بالذات اور بالعرض
کی بجائے حقیقی اور ظلّی مُہر اور حقیقی
اور ظلّی نبوت کے الفاظ استعمال
کرتے ہیں۔ جن کا سمجھنا زیادہ آسان
ہے مولانا موصوف خاتم اور خاتمیت
دونوں کے معنی افاضہ کے کرتے ہیں
جو کہ لغت کے مطابق ہیں۔ مولانا نانوتوی
کے ہم خیالوں اور مخالفوں کے لئے
کوئی وجہ نہیں کہ وہ مولانا کے معنی
سے گریز کریں کیونکہ مولانا نے خاتم
النبیین کی رسالہ مذکورہ میں بحث
کی بنیاد لغت پر رکھی ہے۔ مولانا
کے ہمعصروں نے مولانا کے خاتم
کے معنی پر اعتراض نہیں کیا ورنہ
مولانا ثابت کرتے کہ خاتم النبیین
میں خاتم کے معنی صرف اور صرف
نقش اور اثر پیدا کرنے والے
یا جاری کرنے والے کے ہیں۔
خاتم کے دوسرے معنی اثر حاصل
کے ہیں یعنی اصل مہر کے ثبت
کرنے سے جو اثر اور نقش پیدا
ہوتا ہے۔ چونکہ اثر حاصل اصل
مُہر کی طرح اثر اور نقش پیدا نہیں
کرسکتا اس سے یہ تاویل کرنا جائز
ہے کہ بند یا ختم کر دیا گیا۔ غیر احمدی
علماء کے پاس کوئی جواز نہیں کہ
خاتم کے معنی اصل مُہر ترک کر
کے اثر حاصل کے معنی چن لیں۔

قباحت خاتم کے معنی اثر
حاصل کرنے میں قباحت یہ ہے کہ
محمد رسول اللّٰہؐ کو انبیاء کا اثر قرار
دینا پڑتا ہے اور حقیقت یہ ہے
کہ اثر وجود میں آنے کے لئے
دوسرے کا محتاج ہوتا ہے۔ اگر
خاتم کے معنی اثر حاصل کے کئے
جائیں تو لازماً یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ
محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
وجود میں آنے کے لئے دوسرے
انبیاء کے محتاج تھے۔ اِس طرح
سے انبیاء حقیقی اور اصل مُہر
قرار پائیں گے اور محمد رسول اللّٰہؐ
اُن کے ظلّی۔ کیونکہ جیسے مفعول
کے لئے ضروری ہے کہ کوئی فاعل
ہو اسی طرح سے ظلّی مُہر کے لئے
اصل مُہر اور ظلّی نبوت کے
لئے حقیقی نبوت کا وجود ضروری
ہے۔ اور مولانا نانوتویؒ کی
اصطلاح میں موصوف بالعرض
کے لئے ضروری ہے کہ موصوف
بالذات ہو۔ خاتم کے معنی اثر
حاصل کرنے سے اور بھی بہت سی
قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ جن کا ذکر
کسی دوسرے مضمون میں کر دیا گیا
ہے۔ خاتم النبیین کی ترکیب میں
خاتم کے معنی کا حصر کر دیا گیا ہے۔
یعنی خاتم کے معنی اصل مُہر کے ہیں
جو نقش اور اثر پیدا کرتی یا جاری
کرتی ہے۔ اور یہ معنی کبھی بھی تبدیل
نہیں ہوئے۔ اصل مُہر کے معنی کبھی
بھی بند کر دیا گیا۔ ختم کر دیا گیا۔ یا
بند کرنے والا یا ختم کرنے والا کے
نہیں ہوتے۔
مولانا موصوف کے نزدیک خاتم
بطور اصل کے ہے اور اثر اور
نقش بطور فرع اور نسل کے۔ اِس
طرح سے النبیین خاتم کے معنوی
اولاد ہوئے۔ خاتمیت محمدیؐ
تقاضا کرتی ہے کہ محمدیؐ ظلّی ہو۔
خاتمیت کے معنی ختم کے نہیں
ہیں بلکہ اِس کے برعکس پیدا کرنے
اور جاری کرنے کے ہیں۔ مولانا
نانوتوی اپنے رسالہ تحذیر الناس
میں فرماتے ہیں۔
"سو اسی طرح رسول اللّٰہ صلی
اللّٰہ علیہ وسلم کی خاتمیت
کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف
بوصف نبوت بالذات ہیں
اور سوا آپ کے اور نبی موصوف
بوصف نبوت بالعرض اوروں
کی نبوت آپ کا فیض ہے
پر آپ کی نبوت کسی اور کا
فیض نہیں"
خاتمیت کے معنی یہ ہوئے کہ آپؐ
کے فیض سے دوسرے نبوت کا
فیض پاتے ہیں۔ اور آپؐ کے
نور سے دوسرے منور ہوتے ہیں۔
اور آپؐ کے افاضہ روحانی سے
دوسرے مستفیض ہوتے ہیں۔
اور وہ نبی جو موصوف بوصف
نبوت بالعرض ہو ہم اُس کو ظلّی
نبی کہتے ہیں۔ پس آیت خاتم النبیین
سے ظلّی نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔

منقولات

روزنامہ جنگ لندن کی بے بنیاد خبر اور اُس کی تردید

روزنامہ جنگ لندن میں پچھلے دنوں ڈاکٹر سلام صاحب کے متعلق ایک خبر شائع ہوئی تھی۔ جو سراسر غلط تھی۔ اس کی تصحیح و تردید اخبار مذکور سے کروا لی گئی ہے دونوں شماروں کے تراشے بغرض ریکارڈ ہدیہ قارئین ہیں۔

خاکسار۔ رشید احمد چوہدری لندن

(۱) :- اسلام آباد (نمائندہ جنگ) معلوم ہوا ہے کہ سوویت یونین اور مشرقی یورپ کے دیگر ملکوں نے یونیسکو کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدے کے لئے پاکستان کے وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان کی حمایت کرنے کا یقین دلایا ہے۔ خیال ہے کہ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان ماسکو کے اپنے موجودہ دورے میں دیگر امور کے علاوہ اس موضوع پر بھی سوویت یونین کے رہنماؤں سے تبادلہ خیال کریں گے۔ پتہ چلا ہے کہ اپریل کے اوائل میں پیرس میں یونیسکو کے ایگزیکٹو بورڈ کا اجلاس ہوگا جس میں اُمیدواروں کی فہرست کو حتمی شکل دی جائے گی۔ اس فہرست میں ۵ نام ہوں گے جن میں وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان کے علاوہ آسٹریلیا کے سابق وزیراعظم مسٹر وٹلم کا نام بھی شامل ہوگا۔ علاوہ ازیں معلوم ہوا ہے کہ پاکستان نے یونیسکو کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدے کے لئے صاحبزادہ یعقوب خان کی باضابطہ طور پر نامزدگی کے سلسلے میں اپنے ارادے سے یونیسکو کے صدر دفتر کو آگاہ کر دیا ہے۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کے ایک نوبل انعام یافتہ سائنس دان نے بھی اس عہدے کے لئے بھاگ دوڑ شروع کر دی ہے۔ جنہیں اٹلی کی حکومت نے اپنا اُمیدوار نامزد کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ جس کے بعد انہوں نے اس مقصد کے لئے بنگلہ دیش کی حکومت سے رجوع کیا تھا۔ اور پیشکش کی تھی کہ اگر بنگلہ دیش انہیں یونیسکو کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدے کے لئے سرکاری طور پر نامزد کر دے تو وہ پاکستان کی شہریت ترک کر کے بنگلہ دیش کی شہریت اختیار کر لیں گے لیکن بنگلہ دیش کی حکومت نے اس سلسلے میں عدم دلچسپی کا اظہار کیا جس کے بعد مذکورہ سائنس دان سینیگال بھی گئے تھے تاہم انہیں کسی ملک نے بھی ابھی تک اپنا اُمیدوار نامزد کرنے پر آمادگی ظاہر نہیں کی ہے۔

(روزنامہ جنگ لندن ۲۶ فروری ۱۹۸۷ء)

(۲) :- ہمارے ۲۶ فروری کے شمارہ میں ہم نے اسلام آباد سے اپنے نامہ نگار کی معلومات پر مبنی خبر "سوویت بلاک صاحبزادہ یعقوب کی حمایت کرتا ہے۔ پاکستان کے نوبل انعام یافتہ سائنسدان کی یونیسکو کے عہدہ میں دلچسپی" کے عنوان کے تحت شائع کی تھی۔

اس خبر کے مندرجات واضح طور پر ڈاکٹر سلام سے متعلق ہیں۔ اس خبر میں کہا گیا تھا کہ ڈاکٹر سلام نے یونیسکو کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدہ کے لئے بھرپور مہم شروع کر دی ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ مندرجات بے بنیاد ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے اخبار میں ایسے بے بنیاد اور غلط بیانات شائع ہوئے جن سے ڈاکٹر سلام کے جذبات مجروح ہوئے۔ ڈاکٹر سلام پہلے پاکستانی ہیں جنہیں ۱۹۷۹ء میں سائنس (فزکس) کا نوبل انعام ملا۔ وہ اس وقت ٹریسٹ میں انٹرنیشنل سینٹر برائے تھیوریٹیکل فزکس میں ڈائریکٹر، امپیریل کالج برائے سائنس اور ٹیکنالوجی لندن میں پروفیسر آف فزکس اور تھرڈ ورلڈ اکادمی آف سائنس کے صدر ہیں۔ وہ سائنسدان ہیں۔ وہ عالمی شہرت اور کردار کے مالک ہیں۔ ہم خلوص سے معذرت کرتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ ایسی کوئی شہادت موجود نہیں کہ ڈاکٹر سلام نے کسی بھی وقت یونیسکو کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدہ کے لئے مہم شروع کی ہو یا اس عہدہ کے لئے نامزدگی چاہی ہو۔ علاوہ ازیں ہمارے پاس کوئی ایسی اطلاع نہیں ہے کہ اطالوی حکومت نے ڈاکٹر سلام کا نام پیش کیا ہے یا نہیں۔ اس سے بھی زیادہ اہم یہ کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر سلام نے اس عہدہ کے لئے نامزدگی کی غرض سے کبھی بنگلہ دیش کی حکومت سے رجوع نہیں کیا۔ ہمارے علم کے مطابق ڈاکٹر سلام اپنی اس ممتاز پیشہ ورانہ حیثیت میں اب بھی اور ہمیشہ پاکستان کے وفادار شہری ہیں۔ حالانکہ ان کو ان کی اس ممتاز پیشہ ورانہ دور زندگی میں متعدد مواقع پر مختلف ممالک نے بشمول برطانیہ اپنی شہریت دینے کی پیشکش کی۔ ہمارے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ بنگلہ دیش یا کسی اور ملک نے یونیسکو کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدہ کے لئے ڈاکٹر سلام کا نام تجویز کیا ہے یا تجویز کرنے سے انکار کیا ہے۔

ڈاکٹر سلام کو اپنی بین الاقوامی ذمہ داریوں کی وجہ سے سینیگال، نیوٹوری کو سٹے اور دوسرے مختلف ممالک میں فزکس اور بایو ٹیکنالوجی کے مراکز قائم کرنے کے سلسلے میں مذاکرات کے لئے جانا پڑتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ڈاکٹر سلام کو ۱۹ مارچ ۱۹۸۷ء میں اوٹاوہ کینیڈا میں انٹرنیشنل ڈیویلپمنٹ ریسرچ سنٹر کے بورڈ آف گورنرز سے خطاب کرنے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ اسی طرح ۲۱ مارچ ۱۹۸۷ء کو کنگسٹن جمیکا میں پانچویں جمیکن سوسائٹی آف سائنٹس اینڈ ٹیکنالوجیس ایوارڈ کی تقریب میں خطاب کرنے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔

(روزنامہ جنگ لندن ۱۸ جون ۱۹۸۷ء صفحہ ۱)

بیگم مودودی کا اپنے بیٹوں سے اظہار برأت

بیگم مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنے بیٹوں میں جھگڑے کے بارے میں پچھلے دنوں ایک بیان جاری کیا ہے جسے پاکستان کے تقریباً سبھی اخباروں نے جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔ اس اعلان میں بیگم مودودی نے کہا ہے کہ ہم مولانا مودودی کے انتقال کے وقت ہونے والے فیصلے کے مطابق اپنے گھر کو وقف قرار دے کر یہاں ایک مسجد اور اس کے ساتھ ایک اسلامی تحقیقی ادارہ قائم کرنا چاہتے ہیں لیکن حیدر فاروق، حسین فاروق اور محمد فاروق اس فیصلے پر عمل درآمد کی راہ میں حائل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ اپنا مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں درج کراتی ہیں اور اپنے تینوں بیٹوں حیدر فاروق، حسین فاروق اور محمد فاروق سے مکمل برأت کا اعلان کرتی ہیں۔

بیان کا متن جو انہوں نے اپنے دستخط کے ساتھ جاری کیا حسب ذیل ہے :-

"مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے انتقال کے وقت یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ ہم اپنے گھر ۵ اے ذیلدار پارک لاہور کو ایک وقف بنا کر یہاں ایک مسجد اور اس کے ساتھ ایک اسلامی تحقیقی ادارہ قائم کر دیں گے تاکہ اس گھر میں سید مودودی نے جس علمی جدوجہد کے ساتھ زندگی گزاری اس کا تسلسل قائم رہے۔ اس فیصلے میں حیدر فاروق کے سوا باقی تمام بچے میرے ہمنوا تھے۔ حیدر فاروق کو اس سے شدید اختلاف تھا۔ اور اسی اختلاف کی بنا پر اس نے آخری وقت بھی اپنے باپ کا چہرہ نہ دیکھا اور نہ ہی وہ اپنے والد کے جنازے میں شریک ہوا۔ بعد میں حسین فاروق اور محمد فاروق بھی منحرف ہو کر حیدر فاروق کے ساتھ جا ملے۔ دراصل انہیں حرص و ہوس نے اندھا کر دیا تھا اور ان کے دلوں میں یہ خواہش جڑ پکڑنے لگی کہ پہلے گھر، ادارہ ترجمان القرآن، سید مودودی کی لائبریری اور تمام اثاثوں پر کسی نہ کسی طرح ان کا قبضہ ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے متعدد بار گھر میں گالی گلوچ اور غنڈہ گردی کا مظاہرہ کیا۔ غرض وہ ہوس کے معاملے میں حسین فاروق سب سے آگے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے بھی بد دیانتی کے معاملے کئے۔

محمد فاروق اور حیدر فاروق کی فحش کلامی اور سرکشی سے سب لوگ واقف ہیں۔ حیدر فاروق تو اپنے والد سے انتقام لینے کے لئے قادیانیوں کے پاس ربوہ چلے گئے تھے۔ اور محمد فاروق نے ایک بار پیسے مانگنے پر اپنے والد پر پستول تان لیا تھا۔ یہ تینوں بھائی والد کے لئے مسلسل باعث اذیت رہے ہیں اور اب ان کا نشانہ ہم لوگ ہیں۔"

حال ہی میں میں نے سعودی عرب سے اپنے بڑے بیٹے عمر فاروق اور امریکہ سے ڈاکٹر احمد فاروق کو بلوایا کہ وہ اس گھر کے حقیقت کو جسم صفات کی حیثیت سے وقف قرار دیں۔ اور مجوزہ اکیڈمی کے باقاعدہ قیام کا انتظام کریں جس میں پہلے ہی بہت تاخیر ہو چکی ہے۔ جب ان لوگوں

نے دیکھا کہ ان کے عزائم پورے نہیں ہو رہے تو بدتمیزی اور بدکلامی پر اتر آئے جس کا نقطۂ عروج یہ تھا کہ رات ساڑھے گیارہ بجے حیدر فاروق اور محمد فاروق ان دونوں پر حملہ آور ہوگئے۔ حیدر فاروق نے چاقو سے حملہ کیا اور محمد فاروق نے گملے پھینکنے شروع کر دیئے۔ محمد فاروق چاقو کے دو وار کھا بیٹھے۔ گملوں نے حیدر فاروق کو زخمی کر دیا۔ بعد میں بمشکل انہیں طبی امداد بہم پہونچائی گئی۔ اسی دوران محمد فاروق اور حیدر فاروق نے وہ فحش کلامی کی کہ جس سے پورا محلہ واقف ہے۔ اور مجھ میں نہ دہرانے کی سکت ہے نہ انتقام کی طاقت۔ مولانا کے ورثہ میں جماعت اسلامی بھی شامل ہے۔ یہ تینوں بیٹے جب چاہتے ہیں جماعت پر بھی کیچڑ اچھالتے ہیں جس سے اہل خاندان اور مولانا کے عقیدت مندوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ میں اپنے مرحوم شوہر کی روایت کے مطابق خدائے ذوالجلال کی عدالت میں اپنا مقدمہ درج کراتی ہوں کہ وہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اور اپنے تینوں بیٹوں سید عمر فاروق، حسین فاروق اور محمد فاروق سے مکمل برأت کا اعلان کرتی ہوں۔"

ہفت روزہ بلٹز بمبئی ۲۵ اپریل ۱۹۸۷ء

(مرسلہ:- مکرم مولوی محمد سمیع اللہ صاحب بمبئی)

جنرل ضیاء اور اسلام

مدیر ماہنامہ "عوام دوست" لندن کے نام ایک مکتوب:-

آپ کا ماہنامہ نظر سے گزرا۔ ماشاء اللہ بہت اچھا ہے اللہ تعالیٰ اس کو خوب ترقی بخشے۔ ایک عدد خط تحریر کر رہا ہوں امید ہے کہ آئندہ شمارے میں شائع کریں گے۔

جنرل ضیاء نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ اگر پاکستانی اپنی زندگیوں کو اسلامی ڈھانچہ میں ڈھالیں تو ان کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ جنرل ضیاء کا یہ بیان قابل تحسین ہے۔ درحقیقت سچی یہی ہے کہ مسلمانوں کی نجات اس بات میں مضمر ہے کہ وہ اسلام کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنائیں اور اسلامی تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں داخل کریں۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی ترقی کا راز بھی یہی تھا کہ جو وہ کہتے تھے اس پر عمل کر کے دکھاتے تھے۔ وہ صرف اسلام کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔ اسلامی اصولوں پر پوری طرح کاربند بھی تھے۔ قرآن کریم میں مومنوں اور منافقین کے درمیان یہی فرق واضح طور پر دکھایا گیا ہے منافق کا سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ اس کے قول اور فعل میں تضاد ہوتا ہے۔ اب آئیے جنرل کے بیان کو اسلام اور قرآن کے آئینہ میں دیکھیں۔ جنرل ضیاء ہمیشہ اسلام کا تذکرہ کرتا رہتا ہے۔ اور گذشتہ دس سال سے پاکستان کے مسلمانوں کو اسلام پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتا رہتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود پاکستان کے مسلمان کا کردار ہر لحاظ سے بد سے بدتر ہی ہوتا گیا۔ سمگلنگ، ہیروئن کا کاروبار، رشوت، ڈاکہ زنی، خواتین کی بے حرمتی، انسانی حقوق کی پامالی غرضیکہ ہر پہلو سے قوم اصلاح کی بجائے اخلاقی طور پر تنزل کی طرف چلی جا رہی ہے۔ اس اخلاقی اور روحانی انحطاط کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جنرل صاحب کی اپنی زندگی تضادات کا مجموعہ ہے۔ وہ زبان سے اسلام اسلام کی رٹ لگاتا ہے۔ مگر عملاً ایسے اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں یہی وجہ ہے کہ اس کی گفتگو میں کوئی اثر نہیں وہ پاکستان میں اسلام کے نفاذ کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اپنے گھر میں اسلام نافذ نہیں کر سکا اس کی بیگم نہ صرف پردہ تک نہیں کرتی بلکہ پردہ کا ظاہری احترام بھی نہیں کرتی۔ ٹی وی پر سربراہان مملکت سے مصافحہ کرنے میں بڑی خوشی محسوس کرتے ہوئے دکھائی دیتی ہے۔ کیا یہ اسلامی تعلیمات کے ساتھ مذاق نہیں خود جنرل ضیاء حال ہی میں بھارت گیا تو راجیو گاندھی کی اہلیہ سونیا سے مصافحہ کرتے وقت رکوع کی حد تک جھک کر تصویر کھنچوائی پھر اس کی شکل و شباہت میں اسلام کا کہاں تک دخل ہے۔ آنحضرتؐ کا فرمان ہے۔ "داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں گھٹاؤ" لیکن جنرل ضیاء کا عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ مونچھوں کو "تاؤ" دیئے بغیر فخر محسوس کرتا ہے۔ اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت والا معاملہ ہے۔

والسلام
محمد اسرائیل (لندن)
(ماہنامہ "عوام دوست" لندن جون ۱۹۸۷ء)

روزہ کے موضوع پر سیمینار

لندن (وطن نیوز) احمدی مستورات کی تنظیم لجنہ اماء اللہ لندن کے زیر اہتمام پرائمری سکول میں "روزہ" کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد کیا گیا جس میں یہودی، عیسائی، بدھ مت، ہندو مت اور مسلمان نمائندہ خواتین نے اپنے اپنے مذہب کی رو سے روزہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی شیرن ڈبل سکول میں اجلاس کی صدارت مسز جوڈتھ ٹیلر نے جو مقامی ایم پی کی اہلیہ ہیں نے کی۔ مہمانوں میں وانڈز ورتھ کی لیڈی میرس، اساتذہ، سوشل ورکرز بھی شامل تھے۔

یہودی نمائندہ نے بتایا کہ یہودی حضرت موسیٰؑ کی تقلید میں روزہ رکھتے ہیں یہ یوم کپور کہلاتا ہے روزوں سے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ ہندو مقرر مسز کھنہ نے بتایا کہ ہندو مت میں روزے اہمیت رکھتے ہیں مگر ان کے لئے کوئی اصول مقرر نہیں، عام طور پر ہندو عورتیں روزہ رکھتی ہیں تاکہ ان کے خاوند لمبی عمر پا سکیں۔ عیسائی مقرر مسز یمینی نے بتایا کہ بائبل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روزے رکھنے کا ذکر ہے۔ انہوں نے بتایا کہ جہاں آج کل عیسائیوں کے بعض فرقے روزے کے بہت پابند ہیں چرچ آف انگلینڈ کے نزدیک روزہ رکھنا انسان کا اپنے رب کے ساتھ معاملہ ہے اس لئے روزے کے معاملہ میں کوئی اصول وضع نہیں کئے گئے۔ بدھ مت کی پیروکار مس سانگر نے بتایا کہ بدھ مت روزے رکھنے کی کوئی اہمیت نہیں دیتا اس لئے بدھ مت کے پیروکار شاذ ہی روزہ رکھتے ہیں۔ مسلمان نمائندہ ڈاکٹر سارہ صافی نے قرآن مجید کی آیات کی رو سے بتایا کہ اسلام میں رمضان کو خاص اہمیت حاصل ہے اور مسلمان سال میں ایک ماہ باقاعدگی کے ساتھ روزے رکھتے ہیں۔ انہوں نے روزہ کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے بتایا کہ روزہ تقویٰ کے حصول کا ذریعہ ہے۔ بعد ازاں مسز ناصرہ رشید صدر لجنہ اماء اللہ نے صدر مجلس کو قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا۔

(ہفت روزہ اخبار وطن لندن ۱۲ جون ۱۹۸۷ء)

مولانا منظور چنیوٹی کے بیان کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں

لندن (پ ر) جماعت احمدیہ کے پریس سیکرٹری رشید احمد چوہدری نے ایک بیان میں حال ہی میں جنوبی افریقہ کی عدالت میں مقدمہ سے متعلق شائع ہونے والے مولانا منظور چنیوٹی کے ایک بیان کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس مقدمہ میں جماعت احمدیہ قادیان کا ایک بھی فرد ملوث نہیں اور مولانا کا یہ بیان جماعت احمدیہ کے خلاف بہتان تراشی کی مہم کا حصہ ہے۔ مولانا کے اس الزام کے جواب میں کہ جماعت احمدیہ پاکستان اور اس کے عوام کے خلاف بہتان بازی کر رہی ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان کے عوام تو خود مظلوم ہیں اور اس وقت جبر و استبداد کا شکار ہیں۔ جماعت احمدیہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کی وہ تفصیلات جو پاکستانی اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں سے دنیا کو آگاہ کرتی ہے۔

(ماہنامہ "عوام دوست" لندن جون ۱۹۸۷ء)

جماعت احمدیہ سیرالیون کے جلسہ سالانہ پر حضور انور کا پیغام (بقیہ صفحہ اول)

آج آپ لوگوں پر پہلا حق ہے کہ اصل وطن کو ان برائیوں سے نجات دلائیں۔ پس آج اسلام کا جھنڈا آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ آپ نے ہی اس کے پیغامبر کے طور پر کام کرنا ہے۔ پس اپنے رب سے دعائیں مانگتے ہوئے اور اس کی مدد پر کامل توکل رکھتے ہوئے اپنے معاشرہ کو ان برائیوں سے کلیۃً پاک کرنے کا عہد کریں اور سارے سیرالیون کو صلح سے معمور کر دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور ان اہم مقاصد کی تکمیل کی بہترین توفیق بخشے اور اس کی رحمت کا سایہ ہمیشہ آپ کے سر پر دراز رہے۔ آمین جملہ احباب جماعت کو میری طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا محبت بھرا تحفہ پہنچا دیں۔ والسلام خاکسار

(مرزا طاہر احمد)
خلیفۃ المسیح الرابع

صدسالہ جوبلی تقاریب

اور

لجنات اماء اللہ بھارت

خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہو رہی ہے۔ اس خوشی میں جماعت صدسالہ جشن منائے گی۔ اس سلسلہ میں دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ سے ایک چٹھی موصول ہوئی ہے۔ جس میں صدسالہ جوبلی پروگرام کے تعلق سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ایک مکمل پروگرام کی منظوری کی اطلاع دی گئی ہے۔ نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جاری فرمودہ تمام ارشادات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے بطریق احسن کامیاب بنانے کی تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ اس کی روشنی میں تمام لجنات بھارت اس جشن مسرت کو شایانِ شان طریق پر منانے کے لئے جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ اور تمام پروگرام کو ہر جہت سے کامیاب بنانے کی پوری سعی کریں۔ اور اپنی کوششوں سے مرکز کو اطلاع دیں۔ پروگراموں کی فہرست درج ذیل ہے :-

(۱) یوم مسیح موعودؑ

۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو "یوم مسیح موعودؑ" کا انعقاد کیا جائے گا تمام لجنات اپنی اپنی سہولیات کے پیش نظر ۲۳ مارچ تا ۳۱ مارچ ۱۹۸۹ء کسی دن بھی اس دن کو منانے کا اہتمام کر سکتی ہیں۔ غیر مسلم اور غیر احمدی مستورات کو بکثرت ان تقریبات میں مدعو کیا جائے اس خصوصی مجلس میں درج ذیل عنوانات پر تقاریر ہونی چاہئیں۔

(الف) :- سیرت و سوانح، مقاصد عالیہ، مقام و مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ

(ب) :- جماعت احمدیہ کو بین الاقوامی سطح پر پھیلانے۔ افراد جماعت کی انفرادی اور اجتماعی قربانیاں اور اس کی شاندار تاریخ کے بارے میں اس کے تاریخی پس منظر کا بیان۔

(ج) :- احمدیت کے درخشاں مستقبل کے بارہ، قرآن مجید، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، دیگر نبیوں، اولیاء، صوفیانِ کرام و بزرگان کی پیشگوئیاں نیز پیشگوئی حضور صلعم بارے نبوت کا دوبارہ قیام اور اس کے ذریعہ خلافت احمدیہ کا سلسلہ جاری ہونے (خلافت علیٰ منہاج نبوت) کے تمام پہلوؤں اس کے گراں قدر انعامات اور اہمیت پر روشنی ڈالی جائے۔

(۲)

جماعت احمدیہ کے اخبارات اور رسائل کے خصوصی نمبر نکلیں گے۔ ان کے لئے اہل قلم خواتین مندرجہ بالا عنوانات کو لے کر مضامین لکھیں اسی طرح اخبار بدر اور مشکوٰۃ کا خصوصی نمبر نکلے گا۔ اس کے لئے بھی مضامین بھجوانے کی کوشش کریں۔

(۳) مجلّہ

قادیان سے ایک مجلّہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے تحت شائع ہوگا۔ انشاءاللہ۔ اہل قلم خواتین اور حضرات اس مجلّہ کے لئے مضامین لکھیں اور نظم و نثر کے ذریعہ تاریخ احمدیت کو اجاگر کریں۔

(۴) انعامی مقالہ

صدسالہ جوبلی کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ کی ممبرات کو ایک انعامی مقالہ لکھنے کا موقعہ دیا جا رہا ہے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کی طرف سے بہترین مقالہ لکھنے پر ۵۰۰ روپے انعام دیا جائے گا۔

عنوان مقالہ — حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد پہلی صدی میں پوری ہونے والی آپ کی پیشگوئیاں۔

مقالہ لکھنے کے شرائط درج ذیل ہیں :-

(۱) :- حجم مقالہ ۱۲۰ تا ۱۵۰ فل اسکیپ صفحات۔ (۲) :- مقالہ خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھا ہو۔ (۳) :- منتخب شدہ ہر پیشگوئی کب کی۔ کب پوری ہوئی۔ چیدہ چیدہ واقعات۔ عام تاثر پر روشنی ڈالیں۔ (۴) :- تحریر غلطیوں سے پاک اور زبان عمدہ ہو۔ (۵) :- مقالہ میں دیئے گئے حوالہ جات درست اور مکمل ہوں۔ نام کتاب اور صفحات کے نمبروں کا اندراج ہو۔ (۶) :- مقالہ بھرپور مطالعہ کے بعد خود تحریر کیا جائے۔ (۷) :- کوشش کریں کہ جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء کے موقعہ پر مقالہ بھجوا دیا جائے۔ مقالہ ملنے کی آخری تاریخ یکم جنوری ۱۹۸۸ء ہے۔
(۸) :- مقالہ نگاروں سے انٹرویو بھی لیا جائے گا۔

(۵) تقریبات برموقعہ جوبلی سال ۱۹۸۹ء

(۱) — ۲۲ مارچ ۱۹۸۹ء (پہلی صدسالہ جوبلی کے آخری دن) افراد جماعت احمدیہ ایک زائد نفلی روزہ رکھیں گے۔ تمام ممبرات لجنہ اور ناصرات کی بڑی بچیاں جو روزہ رکھ سکتی ہیں وہ روزہ رکھیں۔

(۲) — نماز فجر کے بعد خاموش دعائیں ہوں گی جن میں لجنہ و ناصرات بھی شامل ہوں۔

(۳) — ہر قسم کے صدقات میں حصہ لیں۔ (۴) :- صدسالہ جوبلی کے سال میں خصوصی "یوم خلافت" منانے کا پروگرام بنائیں۔ (۵) — اپنے سالانہ اجتماع ۱۹۸۹ء کے موقعہ پر مختلف مقابلوں (مثلاً تقاریر، نظم خوانی، دینی معلومات وغیرہ) کا اہتمام کیا جائے۔ اور جماعت کے گذشتہ چیدہ چیدہ اہم تاریخی واقعات کا بذریعہ چارٹ، فوٹو گراف اور اشاعتی مواد جو صرف لجنہ اماء اللہ کے ذریعہ مرتب کی گئی ہوں اُن کی نمائش کا انتظام کیا جائے۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۸۹ء کے موقعہ پر لائحہ عمل کے ذریعہ عنوانات دیئے جائیں گے۔ تمام لجنات بھارت اس موقعہ پر اپنا نمائندہ اور مقابلہ جات میں حصہ لینے والی ممبرات لجنہ و ناصرات کو بھجوانے کا پروگرام بنائیں۔ (۶) — جوبلی سال کی دیگر تقریبات اور اجتماعات کے علاوہ لجنہ کی طرف سے ایک علیحدہ جلسہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ جس کی منظوری پہلے حاصل کرنی ہوگی۔

(۷) — جو لجنات انتظام کر سکتی ہوں وہ مختلف کھیلوں اور ٹورنامنٹ کا پروگرام بھی رکھیں جس میں ناصرات کے پروگرام بھی شامل کئے جائیں۔ نیز مرکزی اجتماع میں بھی کھیلوں کے پروگرام میں حصہ لینے کے لئے تیاری کر کے آئیں اور اس کی اطلاع قبل از وقت دی جائے۔

(۶) جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۹ء

جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر ۱۹ دسمبر ۱۹۸۹ء کو مستورات کا علیحدہ پروگرام ہوگا جس میں تمام لجنات بھارت کی نمائندگان شامل ہو کر جماعت احمدیہ کے شاندار صدسالہ پورے ہونے پر اپنے اپنے تاثرات بیان کریں گی۔ ہر ممبر کو دو دو منٹ تقریر کے لئے دیئے جائیں گے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی تقریر لکھ کر لائیں۔

۱۹۸۹ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر زیادہ سے زیادہ لوگ ذیلی لجنات شرکت کریں۔ اور ہر لجنہ اپنا نمائندہ بھیجنے کی کوشش کرے اسی طرح کوشش کی جائے کہ ہر لجنہ کم از کم اپنی ایک غریب نادار بہن کو لجنہ کے انتظام کے تحت قادیان کے جلسہ کے لئے لائے۔

تمام پروگراموں کا اختتام امیر/ صدر جماعت اور مبلغ کے مشورہ سے ہوگا۔

آخر میں ہم امید اور دعا کرتی ہیں کہ تمام لجنات بھارت اس جشن مسرت کو اس کی شایان شان طریق پر مناتے ہوئے اور سارا سال دعاؤں میں لگے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بے شمار افضال کو جذب کرنے والی ہوں۔ آمین یا رب العالمین ﷺ والسلام

خاکسار

امۃ القدوس

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

بدر کی توسیع اشاعت آپ کا قومی فریضہ ہے!

(مینیجر بدر)

دورہ انسپکٹر تحریک جدید!

جماعتہائے احمدیہ مہاراشٹرا، آندھرا اور کرناٹک کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم رفیق احمد صاحب انسپکٹر تحریک جدید اضافہ اور وصولی چندہ تحریک جدید کیلئے مورخہ ۱۲/۸/۸۷ سے مندرجہ ذیل جماعتوں کا دورہ کریں گے جملہ احباب جماعت عہدیداران و مبلغین و معلمین حضرات سے مدد و تعاون کی درخواست ہے معین تاریخوں سے بذریعہ خطوط اطلاع بھجوائی جائے گی۔

بمبئی ۔ بلگام ۔ ساونت واڑی ۔ لونڈہ بنگام ۔ ہبلی ۔ سورب ۔ ساگر ۔ شیموگہ ۔ بنگلور ۔ تیلری رنگ ۔ تیماپور ۔ یادگیر ۔ گلبرگہ ۔ شاہ آباد ۔ اڈکور ۔ حیدر آباد ۔ سکندر آباد ۔ عادل آباد ۔ چندا پور ۔ ظہیر آباد ۔ چھچولہ محبوب نگر ۔ وڈدان ۔ چنتہ کنٹہ ۔ کرنول ۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

اعلانات نکاح

(۱) خاکسار کے چھوٹے بیٹے عزیز جمیل احمد امینی سلمہ ربہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ خورشید اختر سلمہا اللہ بنت مکرم داؤد علی خاں صاحب مرحوم ساکن سورو ضلع بالیسر (اڑیسہ) مبلغ اڑھائی ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۲۱/۷/۸۷ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے پڑھا۔

خاکسار ظہیر الدین احمد امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

(۲) خاکسار کی بڑی بیٹی عزیزہ امۃ الحفیظ بیگم سلمہا ربہا کا نکاح عزیز منور احمد سلمہ ربہ ابن مکرم لطیف الرحمن صاحب ساکن جودہ کلاٹ ضلع کٹک (اڑیسہ) کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر اور دوسری بیٹی عزیزہ حلیمہ بیگم سلمہا ربہا کا نکاح عزیز شیخ جمال الدین صاحب ساکن کیندرا پاڑہ ضلع کٹک کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب سابق مبلغ سلسلہ نے مورخہ ۱۲/۸ کو پڑھا۔ اس خوشی میں بطور شکرانہ تین روپے اعانت بدر میں ارسال کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

خاکسار ظہیر الدین احمد خاں ساکن و ڈاکخانہ سونگھڑہ ضلع کٹک

(۳) مورخہ ۱۲/۷ کو عزیزم عبد الرؤف خاں سلمہ اللہ ابن مکرم عبد المجید خاں صاحب ساکن ہوگلہ ضلع چوبیس پرگنہ (صوبہ بنگال) کا نکاح عزیزہ انوارہ خاتون سلمہا اللہ بنت محمد اسحق صاحب ساکن شری رام پور ضلع چوبیس پرگنہ کے ساتھ مبلغ اٹھارہ صد روپیہ حق مہر پر مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ نے پڑھا۔ اس خوشی میں مکرم عبد المجید خاں صاحب نے بطور شکرانہ دس روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں جزاہ اللہ خیراً۔

خاکسار عبد الرؤف قائد مجلس خدام الاحمدیہ کبیرہ (بنگال)

قارئین سے ان تمام رشتوں کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب: ماڈرن شو کمپنی ۶/۵/۳۱ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۳ ۰۰۰

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD
PH. 2-75478
RESI - 273903
CALCUTTA-700073

الخیر کلہ فی القرآن
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA
CARDBOARD. BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES. & DISTINCTIVE PRINTERS.
15. PRINCEP STREET. CALCUTTA - 700072

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو ۔ کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS.
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCT
PLOT NO, 6. GROUND FLOOR
OLD CHAKALA, OPP. CIGARETTE FACTORY
ANDHERI (EAST)
PHONS {OFICE 6348179 / RESI. 629389} BOMBAY - 400099.

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر
کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں۔

الرؤف جیولرز

۱۴ خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری شمالی ناظم آباد کراچی فون نمبر ۶۱۷۰

ارشاد باری تعالیٰ
لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ
ہر قوم کے لئے ہادی و رہنما بھیجا گیا ہے۔
(طالب دعا)

آٹو ونگس

AUTOWINGS,
13. SANTHOME HIGH ROAD
MADRAS - 600004.
PHONES {76350 / 74350}

"یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے
جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

پیشکردہ: { کرشن احمد گوہر احمد اینڈ برادرس سٹاکسٹ جیون ڈیلرز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر: 294

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!"
(ارشاد حضرت بانیٔ سلسلۂ عالیہ احمدیہ)

محتاج دعا: اقبال احمد جاوید مع برادران، جے۔ این روڈ لائنز
اینڈ جے۔ این انٹرپرائیسز۔

NO. 75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J.C. ROAD, BANGALORE 560002.
PHONE NO. 228656.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گلوبل الیکٹرانکس
اندسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

الیکٹرانکس ریڈیو۔ ٹی۔ وی۔ ٹیپ ریکارڈر، پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ (کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS
6-ALBERT VICTOR ROAD, FORT
GRAM:- MOOSA RAZA
PHONE:- 605558 } BANGALORE-560002.

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)
SAIRA Traders
WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS
SHOE MARKET, NAVAPUL, HYDERABAD, 500002.
PHONE NO 522850

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ۳)
"ALLIED" ٹریڈ مارک

الائیڈ پروڈکٹس
سپلائرز۔ کرشنا ہول، پونا چپل، برون سینڈیوں اور ہارن جوتے وغیرہ
(پتہ)
نمبر ۲۳/۳/۱۳، چادر گھاٹ، حیدر آباد (آندھرا پردیش)

"وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو"
(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۸)

AIR ®
CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں:
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ریگزین شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!